24

تاریخ ممتاز

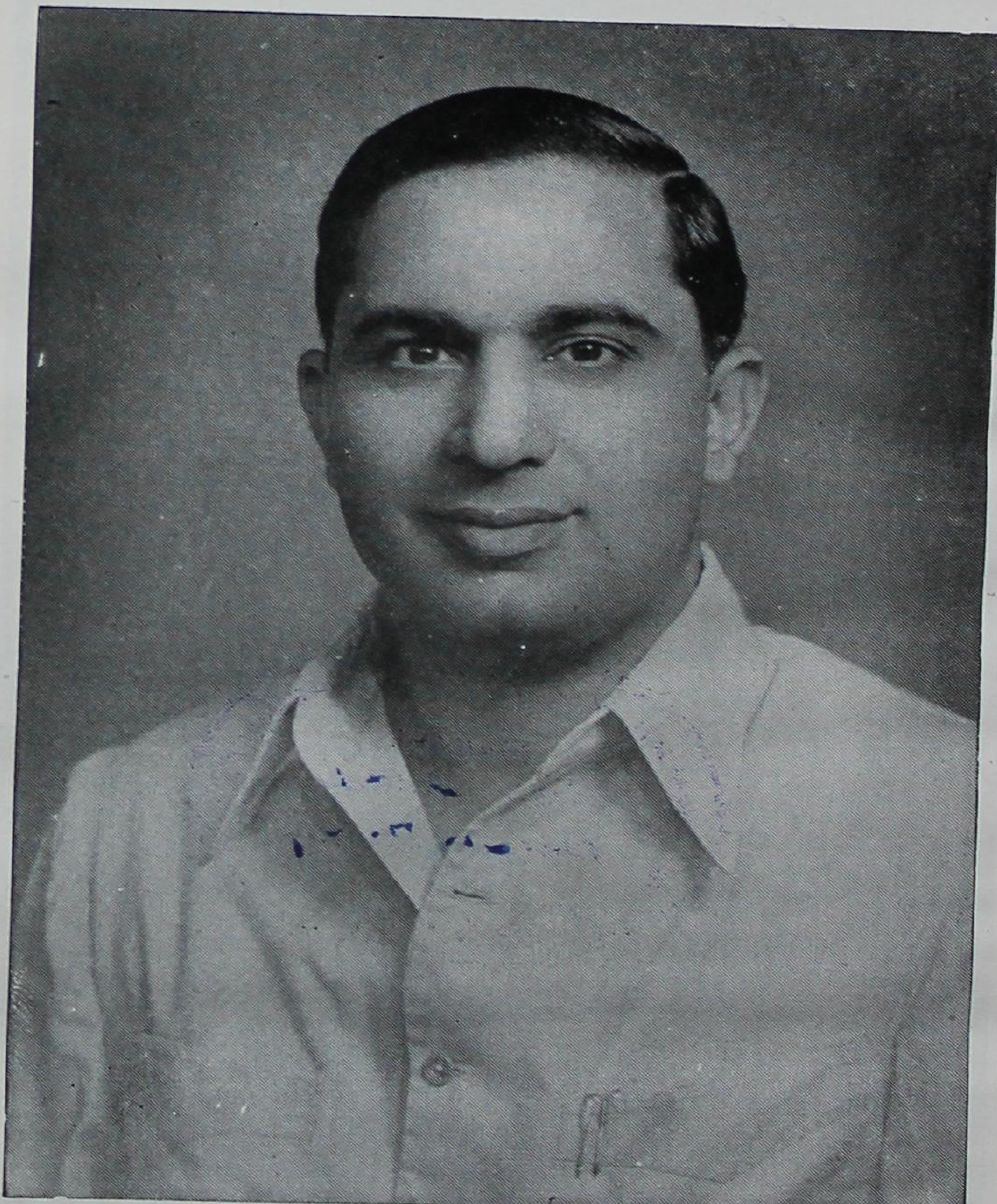
(آخری تاجدار اودھ واجد علیشاہ کے خطوط اپنی بیگم اکلیل محل کے نام)

مرتبہ

ڈاکٹر محمد باقر ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی (لندن)

رئیس

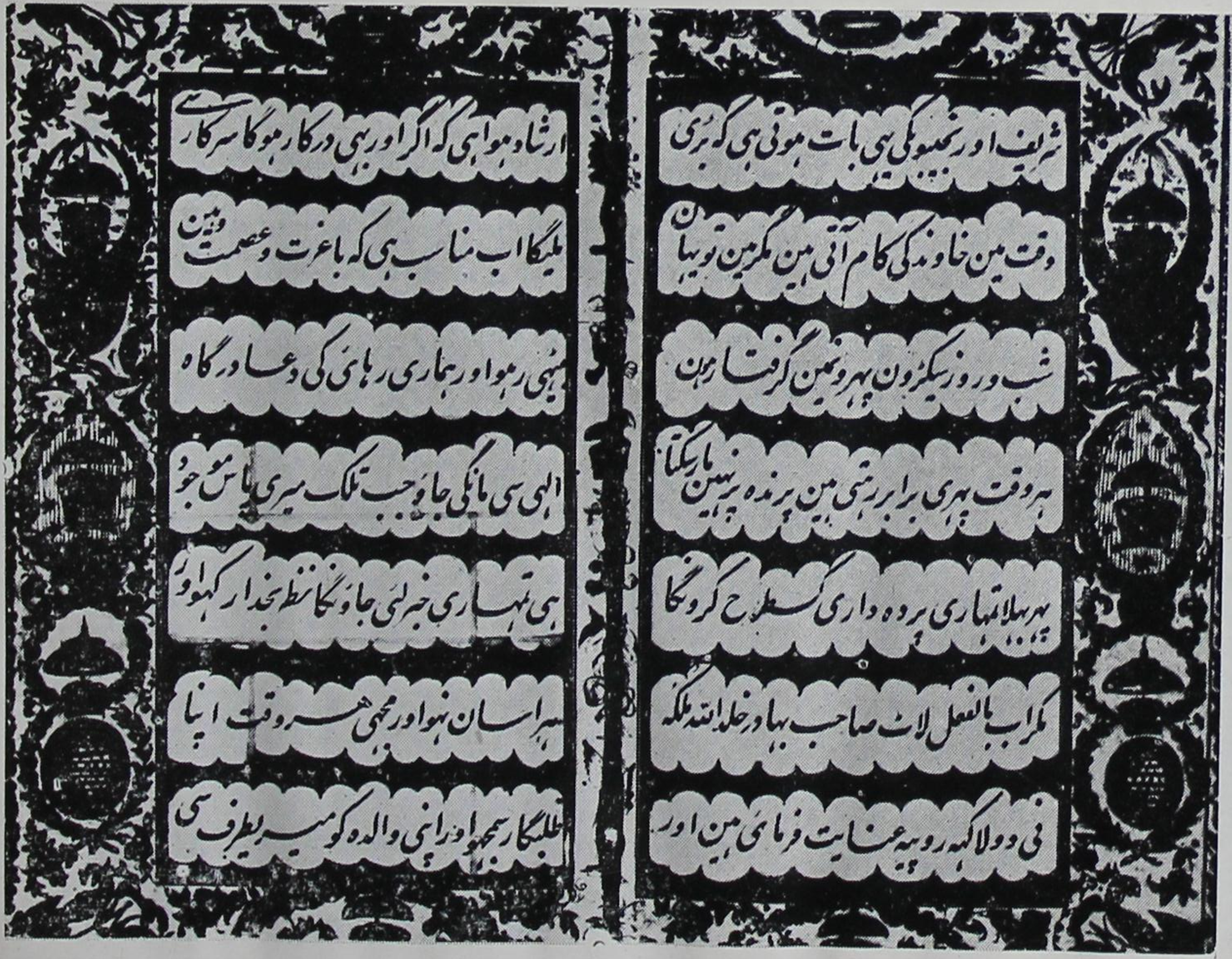
شعبہ فارسی ـــ دانشگاہ پنجاب
لاہور



ڈاکٹر محمد باقر ایم-اے-پی-ایچ-ڈی (لندن)



مرحوم ڈاکٹر محمد دین تاثیر


شرف اور نجیبوں کی یہی بات ہوتی ہے کہ بری
وقت میں خاوند کی کام آتی ہیں مگر میں تو یہاں
شب و روز سیکڑوں پہروں میں گرفتار ہوں
ہر وقت پہرے برابر رہتی ہیں پرندہ پر نہیں مار سکتا
پھر بھلا تمہاری پردہ داری کس طرح کرونگا
مگر اب بالفعل لاٹ صاحب بہادر خلد اللہ ملکہ
نے دو لاکھ روپیہ عنایت فرمائے ہیں اور

ارشاد ہوا ہے کہ اگر اور بھی درکار ہوگا سرکار سے
ملیگا اب مناسب ہے کہ با عزت و عصمت وہیں
بیٹھی رہو اور ہماری رہائی کی دعا درگاہ
الہی سے مانگی جاؤ جب تک میری پاس موجود
ہے تمہاری خبر لی جاویگی نگاہ نظر بخدا رکھو اور
پھر اسان نہ ہو اور مجھے ہر وقت اپنا
طلبگار سمجھو اور اپنی والدہ کو میری طرف سے

مخطوطہ کے ایک ورق کا عکس



واجد علی شاہ

انتساب

ڈاکٹر محمد دین تاثیر مرحوم کے نام

جن کی وساطت سے یہ نادر خطوط ہم تک پہنچے

تعداد ۱۰۰۰

مارچ ۱۹۵۲

قیمت 6.50

اردو مرکز - لاہور

قریشی آرٹ پریس نیلا گنبد - لاہور

تاریخ ممتاز

(آخری تاجدار اودھ کے خطوط)

تعارف

آخری تاجدار اودھ سلطان عالم نواب واجد علی شاہ ابن امجد علی شاہ ۱۰ ذوالقعدہ ۱۲۳۸ھ [1] (مطابق ۱۹ جولائی ۱۸۲۳) یوم سہ شنبہ کو پہر دن چڑھے شبستان عدم سے انجمن وجود میں آئے - اور روز شنبہ ۲۶ صفر ۱۲۶۳ھ [2] (مطابق ۱۳ فروری ۱۸۴۷ء) کو ۲۵ سال کی عمر میں تخت نشین ہوئے - ۲۹ [3] جمادی الاول ۱۲۷۲ھ (مطابق ۷ فروری ۱۸۵۶ء) کو ایسٹ انڈیا کمپنی کے نمایندہ اور ہندوستان کے گورنر جنرل لارڈ ڈلہوزی نے ملک اودھ کو انگریزی مقبوضہ علاقہ کے ساتھ ملحق کر لیا - اور واجد علی شاہ کو معزول کر کے پندرہ لاکھ روپے سالانہ اُس کا وظیفہ مقرر کر دیا - واجد علی شاہ نے انگریزوں کے اس فیصلہ کو اپنی بے بسی کی وجہ سے منظور تو کر لیا لیکن اسے قرین انصاف تسلیم نہ کیا - اور اپنے مشیروں کی صلاح سے

۱- محمد نجم الغنی خان : تاریخ اودھ ، حصہ پنجم ، ص ۴۶ اور محمد تقی احمد : واجد علی شاہ ، ص ۳۲ -

۲- محمد نجم الغنی خان : تاریخ اودھ ، حصہ پنجم ص ۱۲۰ -

۳- ایضاً ، ص ۲۶۵ - واجد علی شاہ کے اپنے بیان کے مطابق یہ واقعہ ۲۷ تاریخ کو ۱۲۷۱ھ میں پیش آیا :

دلا بست و ہفتم تھی اس ماہ کی ۔۔۔ چھٹی سلطنت جس میں مجھ شاہ کی
اکھتر تھے سن بارہ سو پر زیاد ۔۔۔ تو میری زباں سے رکھ اب اس کو یاد

("حزن اختر" ص ۳۸)

اس بات پر آمادہ ہوئے کہ لندن جاکر داد خواہی کریں - چنانچہ ۵ رجب[1] ۱۲۷۲ھ (مطابق ۱۳ مارچ ۱۸۵۶ء) بروز پنجشنبہ پہر رات گئے اپنے پھوپھا نواب حسام الدولہ بہادر کو لکھنو میں اپنا مختار بنا کر راہی کانپور ہوئے۔ سامان سفر درست کرنے کے بعد بادشاہ ۷ اپریل کو کانپور سے روانہ ہوکر ۱۶ اپریل کو بنارس پہنچے - راستے میں ایک ہفتہ الہ آباد میں قیام ہوا۔ لکھنو سے بنارس تک سفر بگھی میں ہوا - کیونکہ اُس وقت تک ریل نہیں بنی تھی - واجد علی شاہ نے خود اس سفر کا حال اپنی مثنوی 'حزن اختر' میں لکھا ہے :

کیا[2] بندے نے لکھنو سے سفر ۔۔۔ لیا ساتھ تھوڑا سا کچھ ماحضر
رجب بھر رہے کانپور میں مقیم ۔۔۔ برنڈن کے بنگلہ میں با خوف و بیم
دکھائی دیا ماہ شعبان کا جب ۔۔۔ روانہ ہوئے واں سے با صد تعب
الہا جو آباد ہے ایک نام ۔۔۔ رہے آٹھ دن اس میں اے خوش خرام
بنارس میں آکر رہے چودہ روز ۔۔۔ وہ راجہ کی کوٹھی میں ہم سینہ سوز

بنارس کے راجہ کی میزبانی سے محظوظ ہوتے ہوئے وہیں سے دخانی جہاز پر سوار ہوکر راہی کلکتہ ہوئے۔ اور ۱۳ مئی[3] ۱۸۵۶ء کو مٹیا برج میں مہاراجہ بردوان کی کوٹھی میں رونق افروز ہوئے۔ ان کے کلکتہ پہنچنے سے[4] تقریباً ایک سال بعد ۱۸۵۷ء کا انقلاب برپا ہوا۔ اور بادشاہ موچی کھولے یعنی مٹیا برج سے فورٹ ولیم میں [5]ماہ شوال ۱۲۷۳ھ (مئی ۱۸۵۷ء) میں بحیثیت قیدی ہٹا دیئے گئے۔ اس عرصہ میں جو جو مصایب پیش آئے ان کو اس طرح بیان کیا ہے :

۱- محمد نجم الغنی خان : تاریخ اودھ ، حصہ پنجم ، ص ۲۶۱ اور
محمد حسن : ضیائے اختر ، ص ۶۴ -
۲- واجد علی شاہ : حزن اختر ، ص ۴۰ - ۴۱
۳- محمد نجم الغنی خان : تاریخ اودھ ، حصہ پنجم ، ص ۲۷۳ -
۴ ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء
Langer, W.L., : An Encyclopaedia of World History, 880
۵- محمد نجم الغنی خان : تاریخ اودھ ، حصہ پنجم ، ص ۲۷۵ -

۱ ہوئے بند در قید خانے کے جب لکھوں کیا جو گذرا ستم اور غضب
کلیجہ مرا منہ کو آ گیا رکا دم جو سینہ میں گھبرا گیا
زن و مرد تیئیس تھے میرے ساتھ انہیں لائے کوٹھی میں سب ہاتھوں ہاتھ

اس وقت واجد علی شاہ کے ساتھ جو ۲۳ مرد و زن تھے ان میں چھ بیگمات بھی شامل تھیں - جو ان کے ساتھ لکھنو سے آئی تھیں - واجد علی شاہ کی پہلی شادی پندرہ سال کی عمر میں ہوئی اور اس کے بعد ان کی متعدد شادیاں ہوئیں - بیگمات کی صحیح تعداد معین کرنا ایک تحقیق طلب کام ہے اور میرے موضوع سے خارج - ضمناً عرض کرونگا کہ اسیری کے ان ایام میں بادشاہ نے اپنی بیگمات کا شمار ساٹھ ستر کے قریب بتایا ہے :

۲ کروں ساٹھ ستر محل گر شمار تو ہو جائے پھر یک قلم آشکار
اب ان میں ہیں یہ پانچ چھ بیویاں جو کلکتہ میں ساتھ آئیں یہاں

ان ساٹھ ستر محلات میں سے ایک بیگم ممتاز جہاں نواب اکلیل محل صاحبہ بھی تھیں جن کا خطاب زینت محل بھی تھا - یہ لکھنو میں ہی رہ گئی تھیں اور میرا مقالہ صرف آن خطوط سے متعلق ہے - جو تاجدار اودھ نے کلکتہ کے قیام اور اسیری کے ایام میں اپنی اس بیگم کو لکھے تھے - یہ خطوط ایک مخطوطے[3] کی شکل میں برطانوی عجایب خانہ (برٹش میوزیم) کے کتاب خانے میں موجود ہیں اور اس لحاظ سے عدیم المثال ہیں کہ ایک تو ان کا کوئی اور نسخہ کسی اور کتاب خانے میں محفوظ نہیں اور دوسرے یہ کہ یہ وہ مخطوطہ ہے جس کے متعلق گمان غالب یہ ہے کہ واجد علی شاہ کے حکم سے مدون کیا گیا ہے -

تاریخ ممتاز

واجد علی شاہ کے خطوط کا یہ مجموعہ ۸۰ اوراق پر مشتمل

۱- واجد علی شاہ : حزن اختر، ص ۵۷ -
۲- ایضاً، ص ۸۱ -
۳- شمار OR ۵۲۸۸ -

ہے اور ہر ایک ورق[1] پر سات سطور ہیں حاشیہ مذہب ہے اور اس میں اس قدر خوبصورت گلکاری کی ہوئی ہے کہ کتاب ایک زیور معلوم ہوتی ہے۔ کتاب کی ترتیب اور بھڑک پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ یہ کتاب کسی بادشاہ کے لئے لکھی گئی ہے لیکن اس کے علاوہ ایک داخلی ثبوت یہ بھی ہے کہ واجد علی شاہ کا آخری خط اس مجموعہ میں شامل ہے اس کی تاریخ کتابت ''ہفتم شہر صفر[2] ۱۲۷۶ ہجری'' (مطابق ۶ ستمبر ۱۸۵۹ء) ہے۔ اور مخطوطہ کا سن تدوین بھی[3] ۱۲۷۶ ہجری ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ برٹش میوزیم کے لائبریرین نے بوثوق اس مخطوطہ کے متعلق یہ لکھا ہے کہ یہی نسخہ ہے جو بادشاہ کے لئے ترتیب دیا گیا تھا:

> "There are 160 pages and one likeness of Wājid 'Alī Shāh, King of Oudh. My estimate for copying a work in gold in the margins is not less than Rs. 5/- a page, which makes Rs. 800/- with Rs. 30/- for the likeness. This book does not exist in print and it is the original copy".[4]

مندرجات و وجہ ترتیب

برٹش میوزیم کا مکمل مخطوطہ ایک طویل[5] تمہید اور خطوط کے دو مجموعوں پر مشتمل ہے۔ تمہید اکبر علی خان المتخلص بہ ''توقیر'' کی لکھی ہوئی ہے۔ اس نے ان خطوط کو یکجا جمع کرنے کے وجوہ بالتفصیل یوں بیان کئے ہیں:-

> ''ایک شب کہ کواکب انور اوپر فلک اخضر کے مانند نور دولت و اقبال کے ناصیہء بختمندان سے شعشہ انداز، و دیدۂ ستارگان مثل فراق دیدگان سوختہ دل کے بسوز و گداز، و فلک مانند صوفیان ازرق پوش کے رقصان، و چراغ ماہ نورانی

۱۔ تقطیع ۱۰ انچ × ۶ انچ۔
۲۔ واجد علی شاہ: تاریخ ممتاز، ورق ۸۰ الف۔
۳۔ ایضاً: ورق ۲۲ ب۔
۴۔ برٹش میوزیم کا مخطوطہ، ورق ۱۔
۵۔ تاریخ ممتاز، ورق ۲ب—۲۱ب۔

اوپر رواق دخانی کے مثل تجلیات ربانی اوپر کوہ طور کے پر تو فشان تھا، یکایک اوپر ضمیر فیض منیر جناب عفت مآب کے آیا کہ آیا محبت نامجات کہ جو ہمارے سلطان عالم و پیارے جان عالم زیداللہ حسنہ، و جمالہ، و اعاد اللہ ملکہ، و سلطنتہ، نے بوفور عنایت بے غایت ہم کو بھجوائے ھیں، اگر وہ درر معانی و گوہر سخندانی سلسلۂ تحریر میں مثل انشا کے ملسلسل ھوں، پس وقت تنہائی و جدائی میں تشفی بخش عاشقۂ اکمل ھوں - اور تا قیامت حسن دل افروز جان عالم ادام‌اللہ محبتہ، کا شہرا اور ہمارے عشق صادق کا مثل شیریں و زلیخا کے چرچا تا قیام روز قیام قایم رہے - اور یہ انشا مثل عروساں نوخاستہ مشاطگیٔ خوش نویسان و نقاشان سے پرنور نقش و نگار مطلا و مذہب و منقر و محلی ھو کر زینت بخش بزم معانی و حجلہ آرائے طبع سخندانی دایم رہے - اور طبع مبارک نے تجویز اس امر خاص سے ایسا لطف اوٹھایا کہ علی‌الصباح اس ھیچمدان کج مج زبان سراپا تقصیر اکبر علی خان تخلص توقیر سے کہ پشت‌ها پشت سے خانہ زاد سرکار فیض آثار گاھی و باالفعل بعہدۂ جواب نویسی محبت نامجات نواب موصوفہ و ممدوحہ کے معین و مقرر ھے واسطے اہتمام اور تیاری کے ارشاد فرمایا“۔[۱]

اتفاق دیکھئے کہ جب واجد علی شاہ کی اس بیگم نے ان خطوط کی ترتیب و تدوین کا حکم دیا تو اسی وقت تاجدار اودھ نے بھی فورٹ ولیم کلکتہ سے اس خواھش کا اظہار کیا - خطوط کے دوسرے مجموعہ کے پندرھویں خط مورخہ ۱۷ ذوالقعدہ ۱۲۷۵ھ (مطابق ۱۸ جون ۱۲۷۶ء) میں واجد علی شاہ نواب اکلیل محل صاحبہ کو لکھتے ھیں:—

۱- تاریخ ممتاز، ورق ۱۵—۱۶-

''مکرر یہ کہ ایک کتاب اپنے محبت ناموں کی تاریخ وار جس طرح ہم نے بھیجے ہوں، خوش تقطیع بین السطور اچھا مطلا مذہب کروا کے ہمارے پاس بھجواؤ۔ مگر جس طرح سے ہم نے لکھا ہے معہ نظم و نثر اوسی ترتیب سے۔ اور دیباچہ اوس کا اپنے نام پر کرنا، کہ یہ محبت نامہ مرسلہ جان عالم ہم نے اپنی فرط محبت سے جمع کئے اور اوس کا نام تاریخ ممتاز رکھنا۔ اور بعد اوس کے تحفہ جلد اوس کی بنوا کے ہمارے پاس بھجواؤ۔ اور ہر ہر مہینے کے بعد یہی شغل جاری رکھنا کہ اوسی تقطیع اون کے موافق درست کروا کے بعد انقضائے ماہ ہمراہ محبت نامہ وہ اوراق روانہ کر دیا کرنا۔ ہمارے دل کو سرور اور آنکھوں کو نور رہے گا۔ اور جو کچھ اوس میں صرف ہوگا وہ ہم سے متعلق ہے۔ زنہار اس میں پس و پیش نہ کرنا۔ تھوڑے لکھے کو بہت جاننا''۔[۱]

ظاہر ہے کہ تاجدار اودھ کی بیگم نے بادشاہ کی اس خواہش کا احترام کرتے ہوئے ان خطوط کو حسب الحکم ایک تقطیع پر مطلا و مذہب حاشیہ کے ساتھ لکھوایا۔ ہاں اتنا فرق ضرور رہا کہ بادشاہ کی یہ خواہش تھی کہ ہر مہینہ کے خطوط جمع کر کے اور ان ہدایات کے مطابق لکھوا کر آسے لوٹا دیئے جائیں۔ لیکن اس مجموعہ کو دیکھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب خطوط ایک ہی دفعہ جمع کر کے لکھوا دیئے گئے۔ یوں بھی خطوط کی تاریخیں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مہینے میں بہت سے خطوط شاہ اودھ کی طرف سے بیگم کو موصول نہیں ہوئے تھے۔ کتاب کا نام حسب الحکم ''تاریخ ممتاز'' ہی رکھا گیا۔

خطوط کی ترتیب و تواریخ

پہلے حصے میں نو خطوط ہیں جو سب کے سب آزادی کے دوران

۱۔ تاریخ ممتاز، ورق ۷۱ ب - ۷۲ الف۔

میں لکھے گئے ہیں - اس وقت واجد علی شاہ راجہ بردوان کی کوٹھی میں مقیم تھے - پانچویں خط میں لکھتے ہیں:—

''خدا گواہ ہے کہ اب تو ایک ایک گھڑی مثل ایک ایک سال کے گذرتی ہے - مفارقت طبیعت محبت طویت کو بہت بے چین کرتی ہے - اس کو تصور کرو کہ جو اوس عیش و آرام اور جاہ و حشمت سکندری سے بسر کرتا ہو یا وہ اب گردش فلکی سے کوٹھی راجہ بردوان میں کہ واسطے دشمنوں کے محبس سے کم نہیں دن مصیبت کے بھرتا ہو کیا اوس کے دل کا عالم ہوگا''

واجد علی شاہ اس کوٹھی میں ۱۳ مئی[۲] ۱۸۵۶ء کو پہنچتے ہیں اور یہاں سے پہلا خط آپ ۵ زیقعدہ[۳] ۱۲۷۲ ہجری (مطابق ۹ جولائی ۱۸۵۶ء) کو لکھتے ہیں، اس مجموعہ کا آخری خط بھی اسی کوٹھی (جسے مٹیا برج بھی کہتے تھے) سے ۱۵ صفر ۱۲۷۳ھ (مطابق ۱۵ اکتوبر ۱۸۵۶ء) کو لکھا گیا ہے، یہ تمام خطوط واجد علی شاہ نے خود لکھے ہیں -

واجد علی شاہ کلکتہ پہنچ کر بیمار ہوگئے تھے اور اسی وجہ سے خود لندن جانے کا ارادہ ترک کر دیا تھا - مٹیا برج واقعہ موچی کھولے میں علالت کا عرصہ بسر ہوا - تقریباً ایک سال کے بعد شفا ہوئی اور جس دن آپ غسل صحت کی تیاری کر رہے تھے اسی دن آپ کو حکم ملا کہ وہ صرف چند ہمراہیوں کے ساتھ فورٹ ولیم میں چلے جائیں - کیونکہ ملک میں انگریزوں کے خلاف بغاوت ہو چکی تھی- قلعہ میں نظر بند ہونے کا اثر تھا یا دیگر موانع بہر صورت اس مجموعہ میں واجد علی شاہ کا اگلا خط تقریباً دو سال کے فاصلہ پر لکھا ہوا ملتا ہے - یہ خط اس مجموعہ کے دوسرے حصے کا پہلا خط ہے - اس حصے میں

---

۱ - تاریخ ممتاز' ورق ۳۴ -

۲ - محمد نجم الغنی خان : تاریخ اودھ 'حصہ پنجم' ص ۲۷۳ -

۳ - تاریخ ممتاز' ورق ۲۵ ب -

اٹھارہ خط اسیری کے زمانے میں تقریباً سات مہینوں میں اور دو خط پھر مٹیا برج سے دو مہینوں میں لکھے ہیں - بیس خط ہیں جن میں سے واجد علی شاہ کے اپنے بیان سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ اس نے تقریباً دو سال کے درمیانی عرصہ میں کوئی خط اپنی اس بیگم کو نہیں لکھا - پہلے خط میں جو ۱۴ ربیع الثانی ۱۲۷۵ھ (مطابق ۲۱ نومبر ۱۸۵۸) کو لکھا گیا ہے تحریر فرماتے ہیں :

"[1]اے جان جانعالم کیا بیان کرے جو مصایب گذرے - بارہ آدمیوں سے قلعۂ کلکتہ میں اٹھارہ مہینے سے ہوں"-

ان خطوط کا آخری یعنی بیسواں خط ، صفر ۱۲۷۶ھ (مطابق ستمبر ۱۸۵۹ء) کو مٹیابرج سے لکھا گیا ہے، واجد علی شاہ ، ذوالحجہ ۵ ۱۲۷۵ھ (مطابق ۹ جولائی ۱۸۵۹ء) کو قلعہ سے رہا ہوتے ہیں اور اس کی اطلاع وہ انیسویں خط میں ۱۴ ذوالحجہ ۱۲۷۵ھ (مطابق ۱۶ جولائی ۱۸۵۹ء) کو اپنی بیگم کو دیتے ہیں :

"[2]الحمد للہ کہ تمہاری دعائے قلبی قبول ہوئی - مسرت جاوید حصول ہوئی - یعنی ذوالحجہ کی ساتویں تاریخ ہفتے کے دن بلائے ناگہانی آفت آسمانی سے نجات پا کے اپنی فرودگاہ قدیم میں آئے"-

دوسرے حصے کے تمام خطوط واجد علی شاہ نے خود اپنے ہاتھ سے نہیں لکھے - بلکہ چند مصروفیتوں کی وجہ سے کچھ خطوط اپنے مصاحبین سے لکھوا دئیے ہیں - جن کا ذکر آگے آئیگا - خطوط کی تاریخ کتابت کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے :

حصہ اول

شمار خطوط	تاریخ کتابت
۱	۵ ذوالقعدہ ۱۲۷۲ ہجری (۹ جولائی ۱۸۵۶ء)
۲	۱۸ ذوالقعدہ ۱۲۷۲ ہجری (۲۲ جولائی ۱۸۵۶ء)

۱ - تاریخ ممتاز، ورق ۴۱ ب

۲ - تاریخ ممتاز، ورق ۷۷ الف

شمار خطوط	تاریخ کتابت
۳	۵ ذوالحجہ ۱۲۷۲ ہجری (۸ اگست ۱۸۵۶ء)
۴	۲۷ ذوالحجہ ۱۲۷۲ ہجری (۳۰ اگست ۱۸۵۶ء)
۵	۵ محرم ۱۲۷۳ ہجری (۵ ستمبر ۱۸۵۶ء)
۶	۲۰ محرم ۱۲۷۳ ہجری (۲۰ ستمبر ۱۸۵۶ء)
۷	۲۶ محرم ۱۲۷۳ ہجری (۲۶ ستمبر ۱۸۵۶ء)
۸	۴ صفر ۱۲۷۳ ہجری (۴ اکتوبر ۱۸۵۶ء)
۹	۱۵ صفر ۱۲۷۳ ہجری (۱۵ اکتوبر ۱۸۵۶ء)

حصہ دوم

۱	۱۴ ربیع الثانی ۱۲۷۵ ہجری (۲۱ نومبر ۱۸۵۸ء)
۲	۱۹ ربیع الثانی ۱۲۷۵ ہجری (۲۶ نومبر ۱۸۵۸ء)
۳	۲۷ جمادی الثانی ۱۲۷۵ ہجری (یکم فروری ۱۸۵۹ء)
۴	۷ رجب ۱۲۷۵ ہجری (۱۰ فروری ۱۸۵۹ء)
۵	۲۲ رجب ۱۲۷۵ ہجری (۲۵ فروری ۱۸۵۹ء)
۶	۵ شعبان ۱۲۷۵ ہجری (۱۰ مارچ ۱۸۵۹ء)
۷	۷ شعبان ۱۲۷۵ ہجری (۱۲ مارچ ۱۸۵۹ء)
۸	۱۳ شعبان ۱۲۷۵ ہجری (۱۸ مارچ ۱۸۵۹ء)
۹	۸ رمضان ۱۲۷۵ ہجری (۱۱ اپریل ۱۸۵۹ء)
۱۰	۱۷ رمضان ۱۲۷۵ ہجری (۲۰ اپریل ۱۸۵۹ء)
۱۱	۲۱ رمضان ۱۲۷۵ ہجری (۲۴ اپریل ۱۸۵۹ء)
۱۲	۱۸ شوال ۱۲۷۵ ہجری (۲۱ مئی ۱۸۵۹ء)
۱۳	۵ ذوالقعدہ ۱۲۷۵ ہجری (۶ جون ۱۸۵۹ء)
۱۴	۱۰ ذوالقعدہ ۱۲۷۵ ہجری (۱۱ جون ۱۸۵۹ء)
۱۵	۱۷ ذوالقعدہ ۱۲۷۵ ہجری (۱۸ جون ۱۸۵۹ء)
۱۶	۲۲ ذوالقعدہ ۱۲۷۵ ہجری (۲۳ جون ۱۸۵۹ء)
۱۷	۲۵ ذوالقعدہ ۱۲۷۵ ہجری (۲۶ جون ۱۸۵۹ء)
۱۸	۵ ذوالحجہ ۱۲۷۵ ہجری (۷ جولائی ۱۸۵۹ء)

شمار خطوط	تاریخ کتابت
۱۹	۱۴ ذوالحجہ ۱۲۷۵ ھجری (۱۶ جولائی ۱۸۵۹ء)
۲۰	۷ صفر ۱۲۷۶ ھجری (۵ ستمبر ۱۸۵۹ء)

افراد خطوط

یہ تمام خطوط واجد علی شاہ نے اپنی بیگم نواب اکلیل محل کو لکھے ھیں - ضروری معلوم ھوتا ھے کہ ان خطوط میں جن افراد کے متعلق ذکر کیا گیا ھے اُن پر کچھ روشنی ڈالی جائے- ان خطوط کا سب سے اھم کردار تو نواب اکلیل محل صاحبہ ھیں -

۱-نواب اکلیل محل

نواب اکلیل محل کے متعلق ان خطوط کو جمع کرنے والے یعنی منشی اکبر علی خاں ''توقیر'' نے مندرجہ ذیل تفصیل خود نوشتہ تمہید میں دی ھے :

''عفت مآب ، مریم قباب ، محذرۂ زمان ، جناب ممتاز جہان ، نواب اکلیل محل صاحبہ دامت ظلہا بنت نواب محمد علی خان ولد نواب علی محمد خان ، نواسی نواب شہامت علی خان عرف مرزا جنگلی خلف نواب شجاع الدولہ بہادر''-[۱]

اس تفصیل سے پتہ چلتا ھے کہ اکلیل محل نواب شجاع الدولہ کے صاحبزادہ نواب شہامت علی خان کی نواسی تھیں - نواب شجاع الدولہ ۱۱۶۷-[۲]۱۱۸۸ ھجری (مطابق ۱۷۵۳-۱۷۷۴ عیسوی) تک فیض آباد پر حکمران رھے - یہ واجد علی شاہ کے باپ کے پردادا[۳] بھی تھے - اس لحاظ سے اکلیل محل اور واجد علی شاہ ایک ھی خاندان کے اخلاف میں سے تھے اور ان کا شجرۂ نسب اس طرح ترتیب پاتا ھے -

---

۱ - تاریخ ممتاز' ورق ۱۱ -
۲ - محمد حسن : ضیائے اختر' ص ۵' ۶ -
۳ - محمد حسن : ضیائے اختر' ص ۵-۱۴ -

شجاع الدولہ

شہامت علی خان — سعادت علی خان

(بیٹی؟) + محمد علی خان — محمد علی شاہ

امجد علی شاہ

اکلیل محل + واجد علی شاہ

اکلیل محل کے متعلق اور کوئی تفصیل کہیں سے دستیاب نہیں ہوئی - سوائے اس کے کہ ان کے ایک صاحبزادہ کا نام قرا حسین[1] مرزا محمد بابر بہادر تھا -

۲ــ منشی اکبر علی خان ''توقیر''

منشی اکبر علی خان ''توقیر'' تاریخ ممتاز کے مرتب اور نواب اکلیل محل کے منشی تھے - تاریخ ممتاز کی تمہید میں ان کے کچھ شعر بھی درج ہیں - واجد علی شاہ کے خطوط سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ وہ بیگم کی طرف سے بادشاہ کو خطوط لکھا کرتے تھے - دوسرے حصہ کے اٹھارھویں خط محررہ ۵ ذوالحجہ سنہ ۱۲۷۵ ہجری (۷ جولائی سنہ ۱۸۵۹ء) میں لکھتے ہیں :

[2]''محبت نامہ تمہارا معہ غزل بعبارت منشی اکبر علی خان توقیر مرقومہ آنیسویں ذیقعد سنہ ۱۲۷۵ ہجری کا ہمیں وصول ہوا - نہایت خوش دل ملول ہوا''-

اور غالباً ایک خط میں انہی منشی کا ذکر ہے جس میں یہ کہا گیا ہے

۱ - محمد نجم الغنی خان : تاریخ اودھ ، حصہ پنجم ، ص ۱۱۴ -
۲ - تاریخ ممتاز ، ورق ۷۵ ب -

کہ ''منشی ا علی اکبر چالیس روپے مہینے کے ملازم ہوچکے ہیں''۔
گو نام اس شکل میں نہیں ہے جس میں عام طور پر ملتا ہے۔

۳۔ذوالفقار الدولہ

منشی ''توقیر'' کی طرح واجد علی شاہ کا بھی ایک کاتب تھا جو بادشاہ کی بجائے کبھی کبھی خطوں کا جواب لکھتا تھا۔ مثلاً ایک دفعہ غالباً اکلیل محل کی شکایت پہنچنے پر واجد علی شاہ نے جواب میں لکھا:

''[2] تمہارے سر کی قسم جب تمہارا محبت نامہ آتا ہے اوسی دن یا دوسرے دن میں نے جواب لکھے۔ اور جو فرصت نہ ہوئی یا کچھ طبیعت بےلطف ہوئی تو ذوالفقار الدولہ سے لکھوا کے آپ سن کے روانہ کر دیتا ہوں . . . . بالفعل اپنے کلام کو جمع کر رہا ہوں۔ اس وجہ سے مجھے فرصت نہیں ہے۔ مگر جواب تمہارے محبت نامے کا ذوالفقار الدولہ سے لکھوا دیا ہے، خود سن لیا ہے۔ اگر تا جمع ہونے کلام میں اپنے ہاتھ سے نہ لکھوں تو اور کچھ خیال نہ کرنا، کم محبتی تصور نہ کرنا۔ انشاء اللہ جب اوس سے فراغت ہووے گی بدستور نظم و نثر لکھوں گا''۔

یہ خط ''از قلم[3] و عبارت ذوالفقار الدولہ بموجب حکم'' لکھا گیا ہے اسی طرح اٹھارھواں خط ''از قلم[4] ذوالفقار الدولہ بموجب حکم'' لکھا گیا ہے۔

تاریخ اودھ کے مصنف محمد نجم الغنی خان نے ذوالفقار الدولہ[5] کا نام ان تئیس افراد میں شمار کیا ہے۔ جو بادشاہ کے ہمراہ کلکتہ

۱۔ تاریخ ممتاز، ورق ۷۴ الف۔
۲۔ تاریخ ممتاز، ورق ۷۰۔۷۱۔
۳۔ تاریخ ممتاز، ورق ۷۲ ب۔
۴۔ تاریخ ممتاز، ورق ۸۶ ب۔
۵۔ محمد نجم الغنی خان: تاریخ اودھ حصہ پنجم، ص ۲۷۶۔

میں قید ہوئے تھے۔ ان کا پورا نام ذوالفقار الدولہ سید محمد سجاد علی خان تھا اور یہ واجد علی شاہ کی ملکہ مہر تن افسر النسا نواب نشاط محل صاحبہ کے بھائی تھے۔ لکھنو میں رسالہ میسرۂ شاہی کے رسالہ دار تھے اور واجد علی شاہ کے ساتھ ہی لکھنو سے چلے آئے تھے۔ بادشاہ نے "حزن اختر" میں ان کی تعریف یوں کی ہے:

[1] بہم لفظ دولہ سے ہو ذوالفقار تو ہو نام اک اور کا آشکار
وہ سالے ہیں میرے نہیں اسمیں شک مرے ساتھ ہیں قید خانے تلک
فدا رہتے ہیں مجھ پہ پروانہ وار نہ آیا کبھی اُن کے دل پر غبار
مرے نام پر ہیں فدا جان سے مجھے رکھتے ہیں وہ سوا جان سے
اسی طرح سے اور سب ہیں نثار خدا کی قسم کچھ نہیں جھوٹ یار

۱۷ویں خط میں ذوالفقار الدولہ نے خود بھی اپنا نام لکھا ہے۔ اور اپنا سلام اکلیل محل کو یوں بھیجا ہے:

[2] "از طرف محمد سجاد بندگی"۔

۴۔طبیب الدولہ

مولانا عبدالحلیم شرر نے طبیب الدولہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

[3] "طبیب الدولہ نے قید کی مصیبت سے بہت آہ و واویلا کی۔ باوجود بادشاہ کے التجا کرنے کے ساتھ چھوڑ کر چلے گئے اور انگریزوں کی اجازت سے مٹیا برج میں مقیم ہوئے۔ مگر جب کبھی بادشاہ کی طبیعت کچھ ناساز ہوتی علاج کے لئے آتے۔ اور حق حذاقت ادا کرتے"۔

گویا طبیب الدولہ شاہی طبیب تھے جو بادشاہ کے ساتھ لکھنو سے گئے تھے اور ان کے بھائی بھی طبیب تھے۔ جو لکھنو میں رہ

۱۔ واجد علی شاہ: حزن اختر، ص ۶۰-۶۱۔
۲۔ تاریخ ممتاز، ورق ۷۴ ب۔
۳۔ حزن اختر کا دیباچہ، ص ۲۰۔

گئے تھے - اکلیل محل کی علالت کی خبر سن کر بادشاہ نے ایک مرتبہ بیگم کو لکھا :

۱''چودھویں کو شوال کی دو محبت نامہ تمہارے ایک ننھا منا سا اور پچیسویں ماہ صیام کا دوسرا بڑا لنبا و چوڑا دوم شہر صدر میرے کا پاس پہنچا - سارا حال عشق کا اور نصیب دشمناں علالت مزاج کا اور علاج تجویز برادر طبیب الدولہ سے دریافت رائے ہمایوں ہوا - بڑی فکر اور تشویش ہوئی''-

بادشاہ نے خود بھی طبیب الدولہ کی بیوفائی کا ذکر حزن اختر میں کیا ہے -

۲مقدم ہو دولہ پہ لفظ طبیب — تو ہو نام لکھنا قلم کو نصیب
مری نبض رکھتاتھا وہ ھاتھ میں — پھنسا وہ‌جواں بھی‌میرے‌ساتھ میں
عجب حال ہو ہو گیا اسکا ھائے — یہ‌اک‌دن‌میں بولا خدا اب چھڑائے
بہت میں نے منت بھی کی‌اور کہا — مرے ساتھ سے ہوگا راضی خدا
برس بیس سے تجھ کو پالا ہے یار — نہ چھوڑ اب مرا ساتھ تو زینہار
نہ مانا مرا کوئی اس نے کلام — روانہ ہوا گھر کو وہ نیکنام

۵- کرنل کونیا

ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جب واجد علی شاہ فورٹ ولیم میں قید ہو کر آئے تو کرنیل کونیا اس علاقہ کے فوجی حکمران یعنی ٹاؤن میجر (Town Major) تھے - اور تاجدار اودھ غالباً انہی کی وساطت سے اپنے خطوط اور روپیہ بھجواتے تھے - کیونکہ ایک خط میں اپنی بیگم کو لکھتے ھیں :

۳''بالفعل مبلغ پانصد روپیہ تمہارے پان خوری کے لئے کرنیل کونیا ٹون میجر صاحب بہادر دام اجلالہ' کی معرفت پہنچتے ھیں تمہیں لازم ہے کہ رسید ھمیں جلد بھجواؤ''

۱- تاریخ ممتاز' ورق ۶۱ -
۲- واجد علی شاہ : حزن اختر' ص ۴۸ -
۳- تاریخ ممتاز' ورق ۴۷ -

اپنی مثنوی حزن اختر میں بھی ان کرنیل صاحب کی مدح میں بادشاہ نے چند شعر لکھے ہیں :

[1]در صفت کرنیل کونیا صاحب بہادر

کونیا لقب جن کا ہے خوش کلاہ — مگر یمن الطاف صاحب سے واہ
کہ ہیں ٹون میجر وہ عالی گہر — وہ کرنیل صاحب سپہر ہنر
بڑھے عمرودولت بھی اس بدر کی — خدا رکھے ذات اس فلک قدر کی
خدا رکھے کرنیل کے نام کو — مہیا قلی رات دن کام کو

٦۔ ہچنسن صاحب ۷ ۔ میر واجد علی

اکلیل محلی کو جو روپیہ کرنیل کونیا کی وساطت سے بھجوایا گیا تھا ۔ اس کے متعلق ہدایت یہ ہوتی کہ ہچنسن صاحب کی کچہری سے میر واجد علی کی معرفت وصول کیا جائے۔

[2]"باقی روپیہ ہچنسن صاحب کی کچہری سے جلد وصول کرو اور والد اور والدہ دونوں کا اسی جمع میں تنخواہ مقرر کرو"

اور پھر دوسرے خط میں لکھتے ہیں :

[3]"مبلغ ایک ہزار روپیہ عیدالفطر کے جوڑے کے واسطے اور بھیجتا ہوں ۔ صحت الدولہ بہادر اور میر واجد علی کی معرفت ہچنسن صاحب کی کچہری سے وصول کرو اور رسید بھیجو"

ہچنسن صاحب کے متعلق وثوق سے کچھ معلوم نہیں ہو سکا ۔ قیاس کہتا ہے کہ یہ لکھنو کے فرنگی حاکم ہونگے ۔ البتہ میر واجد علی کے متعلق یہ اطلاع ملتی ہے کہ "انگریزوں[4] نے لکھنو پر قبضہ کرنے اور بادشاہ کے چلے جانے کے بعد اس شخص کو لکھنو

١۔ واجد علی شاہ : حزن اختر، ص ٣١ ۔
٢۔ تاریخ ممتاز : ورق ٥٤ ب ۔
٣۔ ایضاً : ورق ٦٠ ب ۔
٤۔ عبدالحلیم شرر : حزن اختر کا دیباچہ، ص ٢١ ۔

کے تمام محلات شاہی اور خاندان کے انتظام کا داروغہ مقرر کیا تھا۔ اس لئے کہ اس نے بعض انگریزوں کے بچوں کو باغیوں کے دست ستم سے بچایا تھا"۔ واجد علی شاہ نے خود بھی میر واجد علی کا ذکر "حزن اختر" میں کیا ھے:

[1] یہ اک دن کا ھے ذکر سن رکھ ذرا — کہ کرنیل صاحب نے اک خط دیا
وہ تھا لکھنو کا لکھا خوش نمط — ہوا اُس کے دیکھے سے کچھ غم غلط
وہ تھا بند اُس پر لفافہ تھا بند — نہ پہونچی تھی کھلنے سے اسپر گزند
مرا ایک ھمنام داروغہ تھا — وطن سے یہ خط اُس نے مجھ کو لکھا
جو واجد علی کی پڑھی عرضداشت — وہ حاصل ہوئی تھی مجھے وقت چاشت

۸۔نواب دلدار محل صاحب

نواب دلدار محل صاحب اُن چھ بیگمات میں سے تھیں جو سلطان کے ساتھ لکھنو سے آئی تھیں۔ ان کے ارتحال کی خبر اکلیل محل کو ۷ رجب ۱۲۷۵ ھجری کو بھیجتے ہوئے لکھتے ھیں:

[2] "اور بالفعل اندنوں ایک عجیب سانحہ گذر گیا کہ دل روتا ھے۔ نواب دلدار محل صاحبہ نے تیسری تاریخ اس مہینے کی دنیا سے رحلت کی۔ ھمیں چھوڑا، غلمان بہشتی سے الفت کی۔ انا للہ و انا علیہ راجعون"۔

۹۔مجاھد الدولہ

میر نواب مصاحب مجاھد الدولہ بہادر واجد علی شاہ کے پھوپھا کے مصاحب تھے اور لکھنو سے ان کے ساتھ چلے آئے تھے:

[3] بہ یمن عنایات رب قدیر — مقدم ھو نواب پر لفظ میر
تو اک نام خوش اور ھو آشکار — یہ سررشتہ اُس کا بھی بتلاؤں یار
پھپا کا مصاحب تھا ھمرہ ہوا — یہاں آن کر ساتھ اُن کا دیا

۱۔ واجد علی شاہ: حزن اختر، ص ۹۷۔
۲۔ تاریخ ممتاز، ورق ۵۰ ب۔
۳۔ واجد علی شاہ: حزن اختر، ص ۵۲

مجاهد الدولہ فوت ہوئے تو اس کی اطلاع بیگم کو اس طرح دیتے ہیں :

"[1]اور ان دنوں مجاہد الدولہ پھوپھا صاحب نے بھی باوجود کلام اللہ اوٹھانے کے اور قسم کھانے کے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور موچی کھوے میں آج راہی ہوگئے۔ خسرہ الدنیا والاخرۃ"۔

اسباب رسل و رسائل

واجد علی شاہ یہ خطوط کیسے بھیجتے رہے، اس کے متعلق کوئی تفصیل ان خطوط میں یا بیرونی شہادت سے دستیاب نہیں ہوتی۔ اسیری کے زمانے میں تو بہر حال ان کی ڈاک انگریزوں کی وسیلہ سے ہی آتی جاتی تھی جس کا ذکر پہلے بھی کیا جا چکا ہے۔ واجد علی شاہ کے اپنے بیان سے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ خطوط بھیجنے میں کافی دقت تھی۔ ایک خط میں لکھتے ہیں:۔

"[2]قاصد بہت کمیاب ہیں کہ جن کے ہاتھوں درد دل لکھ کر بھیجا کروں۔ اگر کوئی ڈاکیا نصیبوں سے ہاتھ آ گیا تو ہزار ہزار منت اور سماجت سے ہاتھ جوڑ جوڑ کر ایک آدھا خط روانہ کیا"۔

خطابات

واجد علی شاہ نے ہر خط میں اکلیل محل کے لئے نئے نئے خطابات تجویز کئے ہیں۔ یوں تو ایک چاہنے والے خاوند کی طرف سے ایک محبوب بیوی کو لکھے ہوئے خطوط میں یہ بات کچھ عجیب نہیں معلوم ہوتی۔ لیکن لسانی لحاظ سے یہ امر کچھ کم تعجب خیز بھی نہیں کہ تاجدار اودھ کو زبان پر کس قدر قدرت حاصل تھی کہ ہر بار اور ہر موقعہ پر ایک نیا خطاب تجویز کیا ہے۔ اور جو خطاب ایک دفعہ تجویز

۱۔ تاریخ ممتاز، ورق ۶۹۔

۲۔ تاریخ ممتاز، ورق ۲۴الف۔

کیا ہے اس کو پھر ان خطوط میں دوسری جگہ دھرایا نہیں - مثال کے
طور پر چند خطابات یہاں درج کئے جاتے ہیں -

افسر فرق جلیل - ممتاز جہان - تاج فرق محبوبان - ماہ شب
چہاردہ (ورق ۲۲الف) نواختہٴ رب جلیل (ورق ۲۶الف) مایہٴ نشاط -
باعث انبساط - حظ زندگانی - میوۂ باغ جوانی - مہر سپہر خوبی - ماہ
برج محبوبی (ورق ۴۰الف) گل گلزار خوبی - ثمر باغ محبوبی (ورق
۴۲الف) سرو قد - مہروش - لالہ رخا - سمن برا (ورق ۵۱الف) زلیخا
مثال - پری خصال (ورق ۶۰ب) سرو چمنستان یکجہتی - طوطی
شکرستان خوش خلقی (۶۲ب) ستارۂ افشان مہ جبینان (ورق ۶۵الف)

غزلیں

اکلیل محل کے خطابات جس طرح جذبات خلوص و محبت کے اشاروں کے حامل ہیں اسی طرح وہ چار غزلیں ان جذبات سے پر ہیں جو ان خطوط میں واجد علی شاہ نے اکلیل محل کی تعریف میں لکھی ہیں - ان غزلوں میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ دو غزلوں میں ''اکلیل محل'' اور ''ممتاز جہاں'' ردیف رکھی گئی ہے اور دو غزلوں میں ''زینب بیگم'' کی ردیف استعمال کی گئی ہے - آخری دو غزلوں میں زبان کے چند اچھے شعر نکلے ہیں - نمونہ ملاحظہ ہو:—

[1] زلف خمدار تری جب سے نظر سے ہے نہاں
میرا مجموعہ پریشان ہے زینب بیگم
کس سے پونچھیگا بھلا دیدۂ تر فرقت میں
آسمان تو مرا دامان ہے زینب بیگم

---

[2] شجر وادیٴ ایمن ہے جھلک عارض کی
رشک لالہ قد شمشاد ہے زینب بیگم

۱- تاریخ ممتاز، ورق ۳۵الف -
۲- ایضاً : ورق ۲۷الف -

وفور شوق و محبت

ان خطوط میں یوں تو ہر طرح کے جذبات کا نشان ملتا ہے۔ یہاں تک کہ واجد علی شاہ ایک دفعہ اکلیل محل کو جھوٹا ثابت کرنے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ اور اسراف کے خلاف تہدید آمیز الفاظ بھی استعمال کرتے ہیں۔ لیکن ان سب جذبات کے اظہار میں نمایاں ترین مقام وفور شوق و محبت کے اظہار کا ہے۔ آج کل کے زمانے میں جب کہ بیشتر مرد صرف ایک بیوی کے ساتھ ہی نباہ کرنا ایک بہت بڑی کامیابی سمجھتے ہیں۔ یہ دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ واجد علی شاہ ساٹھ ستر بیویوں میں سے ہر ایک بیوی کے ساتھ اس قدر اظہار محبت کیسے فرماتے تھے۔ ان خطوط میں محبت آمیز الفاظ کو جس کثرت سے استعمال کیا گیا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ اگر اس تمام سلسلے کو تصنع سمجھا جائے تو اس سے واجد علی شاہ کے جذبات محبت کے خلاف ایک نفرت انگیز تاثر پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اگر اسے جذبات صداقت پر مبنی سمجھا جائے تو یہ لاینحل نفسیاتی سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ ممکن کیسے ہے؟ اور پھر ایک اور امر بھی تعجب انگیز ہے کہ ان خطوط میں سے کچھ خط ذوالفقارالدولہ نے لکھے ہیں۔ جو واجد علی شاہ کی ایک اور بیگم نواب نشاط محل کا سگا بھائی ہے۔ یعنی یہ بھائی اپنی بہن کی سوت کو اس قدر تلطف آمیز اور پرخلوص خط لکھتا ہے کہ ان کو پڑھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے اپنے جذبات کو کسی ذہنی پردے سے ڈھانک دیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان سوالات کا صرف ایک ہی جواب ہے کہ اُس زمانے کی معاشرت میں اور بالخصوص شاہی محل کی معاشرت میں غالباً یہ سب کچھ ممکن تھا۔ ملاحظہ ہو واجد علی شاہ ایک خط کی رسید کس طرح لکھتے ہیں:—

”تمہارے خط کو تو سینے پر رکھا۔ چھاتی سے لگایا آنکھوں پر رکھا۔ بہت چوما چاٹا۔ یہاں تک کہ اوس کے حروف بھی مٹ گئے۔ اس پر بھی بے جواب لکھے تسکین نہ ہوئی“۔[۱]

۱۔ تاریخ ممتاز، ورق ۲۵ الف۔

اسی طرح ماضی کی خوشگوار یاد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:—

"[1]افسوس جان من وہ کیا دن تھے کہ تم شمع تھیں ہم تم پر پروانہ تھے"۔

لکھنو سے تقریباً ایک ہزار میل دور بیٹھ کر ایک محبوب بیگم سے "معانقۂ جسمانی" اور "تمنائے مواصلت" کی خیال انگیز آرزو کا اظہار کرنا تلذذ کی نادر مثال ہے۔ فرماتے ہیں:

"[2]بیگم صاحبہ کو بعد اشتیاق معانقۂ جسمانی اور مصافحۂ روحانی روشن ہو"

اور پھر کہتے ہیں:

"[3]بعد گلدستہ بندی تمنائے مواصلت و چمن چمن ہوائے موالفت.."

تلذذ کا جذبہ اُن غزلوں میں بھی کارفرما ہے جو واجد علی شاہ نے اکلیل محل کی تعریف میں لکھی ہیں۔ ایک جگہ لکھتے ہیں:

[4]روئے خورشید ہے پنڈلی تری اے مایۂ ناز
رشک مہتاب تری ران ہے زینب بیگم

یہ تو واجد علی شاہ کا اپنا اظہار تعشق تھا لیکن اس کے ساتھ ہی یہ جذبہ کارفرما ہے کہ بیوی کی طرف سے اس کا جواب بھی ملے۔ یہ خود شاعر تھے۔ بیوی شاعر نہ تھی لیکن اس کے باوجود اُس سے تقاضا کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی داستان عشق کسی شاعر معجز بیان سے کہے اور پھر اُس سے ایک مثنوی لکھوا کر بھیجے:

"اے مری جان! اے زوجۂ سلطان! اسی کاتب و شاعر خوش نویس و خوش فکر و خوش تقریر کے واسطے آگے بھی تحریر کر چکا ہوں۔ ان کی ملازمی اور تنخواہ کی

۱۔ تاریخ ممتاز، ورق ۲۷ الف۔
۲۔ ایضاً ورق ۳۶ ب۔
۳۔ ایضاً ورق ۲۶ الف۔
۴۔ ایضاً ورق ۳۶ الف۔

تدبیر کر چکا ہوں ۔ رویائے صادقہ بھی تم نے انہی سے
لکھوایا تھا ۔ ایک ایک آنسرؤں سے اوسے پڑھوا کر
رولایا تھا ۔ مگر آج تک ہماری اوس تحریر کا جواب
نہیں آیا ۔ ایک لفظ بھی اوس تقریر کا جواب نہیں آیا ۔
اب پھر بار دگر لکھتا ہوں ۔ مکرر لکھتا ہوں ۔ کہ اوس
کاتب خوش تقریر کا نام لکھوا بھیجو ۔ اور بحر متقارب
مثمن مقصور الاخر میں بھی کچھ کلام لکھوا بھیجو ۔
تو ہم اوس کے نام کو اپنے دفتر میں لکھ لیں ۔ اور خطاب
اوس کا راقم عشق اختر لکھ لیں ۔ ہمیں منظور ہے کہ جب
سے تم نے ماشاللہ ہوش سنبھالا ہے اور الی الآن جو جو
سوانحات اور تعشق اور فرط تعشق تم سے ہمارے واسطے
صادر ہوا ہو ۔ آن سب واردات کو یہ شخص پانچ چھ
ہزار شعرمیں اور بحر متقارب مثمن مقصور میں بقید تسطیر
لائے ۔ اور لطف تحریر راست راست سوائے مبالغہ شاعری
دکھلائے ۔ اور ایک ایک دو دو جز بتدریج تمہارے
محبت نامے کے ساتھ بھیجتا چلا جائے ۔ تو اے روان من
یہ فرمایش ہماری اور اس کا انصرام دور از محبت نہ ہوگا ۔
اور بعید از خلت نہ ہوگا ۔ جی تو یہ چاہتا ہے کہ کتاب
مثنوی ممتاز کہ یہ نام بھی اوس مثنوی کے واسطے زیبا اور
لایق ہے ۔ مجلد اور محشی اور مطلا اور مذہب اور منقر
کرواکے ہمارے پاس بھجواؤ ۔ جو صرف اس کا ہوگا وہ
متعلق ہم سے ہے ۔ اور جو یوں نہ ہو سکے تو ایک ایک
دو دو جز میرے پاس روانہ کرتے جانا ۔ میں یہاں
حسب مرضی خود اوس کی طیاری کروالونگا ۔ اور چھپنے
کی بھی تدبیر کرونگا ۔ دیکھو تمہیں خدا کی قسم میری
اس فرمائش کو بھول نہ جانا ۔ حسب الایماء میرے عمل
میں لانا ۔ کس واسطے کہ یہ شاعر نایاب ہے در خوش آب
ہے ۔ میرا جی چاہتا ہے کہ تمہارے عشق کا مزا اس کی

زبانی سنوں - وجد میں آ کر مزا اوٹھاؤں - سر دھنوں - کچھ بات نہیں - کچھ ایسی بڑی کرامات نہیں - ہماری خوشی اوس کا کام ہوگا - تمہارے عشق اور ہمارے حسن کا تا قیامت نام ہوگا"۱۔

لسانی خصوصیات

خطوط کے اس مجموعہ میں کوئی انوکھی لسانی خصوصیات نہیں جن کا ذکر کرنا ضروری ہو - اس دور کی لکھنوی نثر کے مطابق بات بات میں محاورات کا استعمال روا رکھا گیا ہے - چند نمونے ملاحظہ ہوں :

(ورق ۲۳ ب) خدا خدا کر کے کلکتے میں پہنچے - مدعی سایۂ دیوارسان ساتھ ہیں -

(ورق ۲۳ ب) کاٹ پھانس سے ایک لمحہ نہیں چوکتے -

(ورق ۲۵ ب) غضب پیٹ سے پاؤں نکالے ہیں -

اسی طرح ہم قافیہ و ہم ردیف فقرات کثرت سے معرض تحریر میں آئے ہیں - کچھ نمونے درج ذیل ہیں :

(ورق ۲۲ ب) گھنے گھنے جنگل، کالے کالے پہاڑ، نہ کہیں سایہ نہ کہیں آڑ -

(ورق ۲۵ الف) ہمیں تمہیں پھر جلد باہم کرے، اور یہ مصیبتیں رات دن کی کم کرے -

(ورق ۲۵ الف) شام غم کب تک گھیرے رہیگی، دنیا کب تک منہہ پھیرے رہیگی -

(ورق ۲۵ الف) کیا صبح آمید نہ ہوگی، شعاع عدل خورشید نہ ہوگی -

(ورق ۲۶ ب) کیا فلک کی یہی چال ڈھال ہوتی ہے، کہ بن مارے زندگی وبال ہوتی ہے -

(ورق ۴۰ ب) چہرۂ ارغوانی زعفرانی ہے، فراموش ساری لن ترانی ہے -

---

۱- تاریخ ممتاز، ورق ۶۴—۶۸ -

شبیہ

توقیر نے خطوط کا جو دیباچہ لکھا ہے ۔ اُس میں واجد علی شاہ کی ایک شبیہ بھی شامل کی ہے ۔ یہ شبیہ ورق ۱۳ ب پر دو اشعار کے درمیان بنائی گئی ہے اور سارے ورق پر پھیلی ہوئی ہے ۔ اس شبیہ میں واجد علی شاہ کو تاج پہنے ہوئے ایک بلند مسند پر بیٹھے ہوئے دکھایا گیا ہے ۔ اور اردگرد چار خوش رو مغلئی خط و خال کی لڑکیاں کھڑی ہیں ۔ واجد علی شاہ کی شبیہ جوانی کے ایام کی ہے ۔

شکریہ

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ زیر نظر مخطوطہ کی تحصیل کا ذکر بھی کیا جائے ۔ یہ مخطوطہ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی پروفیسر یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور ، نے برٹش میوزیم میں قیام لندن کے دوران میں دیکھا تھا ۔ ڈاکٹر محمد دین تاثیر مرحوم جب ۱۹۵۰ء کے گرما میں انگلستان تشریف لے گئے تو ڈاکٹر صدیقی صاحب کی تحریک پر اس مخطوطہ کی مائیکرو فلم بنوا کر لائے آج سے چند سال پہلے برطانوی عجائب خانہ کی جو قلمی کتاب ہمیں درکار ہوتی تھی ہم اُس کے روٹوگراف یعنی تصاویر حاصل کیا کرتے تھے ۔ اس جنگ کے دوران میں مائیکروفلم کا وسیع پیمانے پر استعمال ہوا ۔ اور یہ فن بہت ترقی کر گیا ۔ اب برطانوی عجائب خانہ ہر مخطوطہ کی ایک چھوٹی سی فلم بنا دیتا ہے ۔ جسے مائیکرو فلم کہتے ہیں ۔ اس مائیکرو فلم کے تقریباً پون انچ مربع پر بڑی سے بڑی تقطیع کے ایک صفحہ کا عکس آ جاتا ہے ۔ اور کئی سو صفحات کی کتاب چند انچ فلم میں سما جاتی ہے ۔ اس فلم کو مشین کی مدد سے پڑھا بھی جا سکتا ہے اور اس سے ہر تقطیع کی تصاویر بھی بنائی جا سکتی ہیں ۔ ڈاکٹر تاثیر مرحوم تاریخ ممتاز کی فلم اس خیال سے بنواکر لائے تھے کہ فرصت میں بیٹھ کر اس پر کچھ کام کرینگے ۔ لیکن افسوس کہ موت نے اُنہیں فرصت نہ دی ۔ اور اُن کی وفات کے بعد اُن کی بیگم کرسٹابل تاثیر نے یہ فلم از راہ کرم مجھے دی ۔ میں اس

عنایت اور کرم فرمائی کے لئے بیگم صاحبہ کا از حد ممنون ہوں۔

اس مضمون کی تدوین میں مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا ہے:

۱- واجد علی شاہ: تاریخ ممتاز۔ برٹش میوزیم کا مخطوطہ شمار OR 5288

۲- واجد علی شاہ: حزن اختر۔ مطبوعہ لکھنو ۱۹۲۲ء۔

۳- گرجا پرشاد ماتھر: سلطان عالم نواب واجد علی شاہ۔ مطبوعہ جریدہ "آج کل" دہلی، جنوری ۱۹۵۱ء۔

۴- محمد حسن: ضیائے اختر۔ مطبوعہ لکھنو ۱۸۷۸ء۔

۵- محمد نجم الغنی خان: تاریخ اودھ۔ مطبوعہ لکھنو ۱۹۱۹ء۔

۶- محمد تقی احمد: واجد علی شاہ۔ مطبوعہ لکھنو ۱۹۴۵ء۔

7. Langer, W. L., : *An Encyclopaedia of World History Toronto*, 1945.

محمد باقر


بسم اللہ الرحمن الرحیم

بنام خالق حق آن سلطان عالم | کہ در لمحہ بہ بخشد جان عالم

علی و واحد و خلاق و داور | خدائی چرخ و ماہ و مہر و اختر

عالم عالم ستایش اوس جہاندار کو لایق ہی کہ

جسنی رایات جہانگیری فرمانروایان ظل اللہ شکوہ کو

تاریخ ممتاز کے پہلے ورق کا عکس

تاریخ ممتاز

(ورق ۲ ب) بسم اللہ الرحمن الرحیم

به نام خاص آن سلطان عالم که در لمحه به بخشد جان عالم
علی و واجد و خلاق و داور خدای چرخ و ماه و مهر و اختر

عالم عالم ستائش اوس جہاندار کو لائق ہے کہ جس نے رایات جہانگیرئی فرمانروایان والا شکوہ کو (ورق ۳ الف) مثل اوج کہکشان فلک کے بلندی بخشی اور عرصۂ دنیا کو نور معدلت و انصاف کشور کشایان عالی نژاد سے تجلی عطا کی اور دفتر دفتر حمد و سپاس اوس طغرا نویس دفتر نخست کو سزاوار ہے کہ جس نے ایک لفظ کُن سے دفاتر کون و مکاں پیدا کیا اور کلیات امکان کو مطلع ازل سے ابتدا کر کے مقطع ابد تک کس حسن ترکیب سے نظم و نسق کا شہرا دیا۔

(ورق ۳ب) حمد اس کی ہے لاتعد بے حد ما عرفناک کہتے تھے احمد

نعت جناب سید المرسلین محمد نبی اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم۔

ہدیۂ درود نامعدود اوس شمع دودمان ہاشمی کو زیبا ہے جس نے نور ایمان سے شبستان ظلمتکدۂ انسان خاکی نہاد کو روشن کیا۔ اور تحفۂ صلواۃ و تحیات اوس ناظم دیوان محشر کو پہنچتا ہے جس نے شان پشت پناھی سے اسناد شفاعت امم کو مہر نبوت سے مزین کیا شعر:—

(ورق ۴ الف) کلک دو زبان چه زهره دارد کاوصاف محمدی نگارد
جزحق نه سزد که وصف احمد چیند حسن لیلی بچشم مجنون بیند

منقبت حضرت امیرالمومنین علی ولی اللہ علیہ الصلوٰۃ و السلام -

اور قبائے مناقب بے انتہا اوس رونق عنوان امامت کے قامت پرنور پر زیبندہ ہے جس کا ناخن ذوالفقار گرہ خمسہٴ حواس کفار سے کھولا کیا - اور جس کے جوہر رجعت نے مسدس عالم کو ترجیع بند کا رتبہ دیا - (ورق ۴ ب)

کیا لکھوں وصف و ثنائے مرتضیٰ خود معرف ہے خدائے مرتضیٰ
اشارا یہ ہے رجعت مہر کا
کہ دن پھیر دیتے ہیں مشکلکشا

توصیف سخن

ضمائیر سخنوران دقیقہ بین و خواطر خرد پروران نکتہ آفرین پر مخفی و محتجب نہ رہے شعر سخن معشوقہٴ عاشق مزاج است :-

سخن ما دردمندان را علاج است

عجب برید ہے عیار صورت (ورق ۵ الف) طرفہ سفیر ہے طرار صفت جو یہ لطیفہ غیبی کتم عدم سے نہ ظاہر ہوتا تو کار و بار ناطقہٴ عالم درہم و برہم کن خواطر ہوتا - یہ وہ عنقائے قدرتی ہے کہ ہر شاخ نہال قدس جس کی نشیمن کی خاطر ہے اور یہ وہ آہوئے صنعتی ہے کہ صحرائے معرفت میں جس کی چراگاہ ظاہر ہے - کبھی وہ نسیم ہے کہ غنچہٴ دل کو گل سے شگفتہ تر کرتی ہے - کبھی وہ سموم ہے کہ جگر کو جلا کر خاکستر کرتی ہے (ورق ۵ ب) یہی دولت ہے بےزوال - یہی خزانہ ہے مالا مال - ہر خراج و صراف اس میں قائل ہے کہ مخارج اس کا عین مداخل ہے - یہ وہ شربت ہے اگر جام مدح میں موجزن ہو حلاوت شیرۂ جان دکھاتا ہے - اگر قدح قدح میں لبریز ہو زہر قاتل کا مزا لاتا ہے - اس کو گوہر آبدار سے تشبیہ دیتے ہیں - اسی کی شکر خوشگوار سے مثل لیتے ہیں - لیکن مروارید کو اس کے روبرو کیا لطافت اور شکر کو اس کے سامنے کیا حلاوت - (ورق ٦ الف) صدف درر ایک قطرہ ہے ، اور تنگ شکر ادنا ذرہ ہے -

اوصاف سخن میں کسی کو کیا جائے سخن ، زبان فصحا اس کی مدحت میں الکن - گویا و غیر گویا سے اس قدر فرق ہے کہ از لعل تا سفال - و مقال علماء و جہال سے وہ تفاوت ہے کہ از تاریکی تا سرچشمۂ زلال - و از بحر تا بحور - و از ظلمت تا نور - و از بیہوشی تا شعور - اگر حکیم سخن آفرین ابواب سخن اوپر آدم کے نہ کھولتا - کلمۂ اشرف المخلوقات فخر سے کون بولتا - (ورق ۶ ب) ناچار چارپایوں سے ہم طویلہ و ہم نوالہ ہوتے - اور ناطقان میخانۂ معانی بدمستان مطلق سے ہم پیالہ ہوتے - اور درگاہ حی لایزال سے جبرئیل آمین وحی اوپر انبیا و رسل کے کیونکر نازل فرماتے - اور متکیان اریکہ نبوت و مسند نشینان اورنگ رسالت سے گمرھان بادیۂ ضلالت و جہالت کس طریق سے فرمان راہ نجات و ہدایت پاتے - بموجب شعر :-

سخن گر یک قدم ماندی ز خود پس خدا و مصطفیٰ نشناختی کس

یہی وہ جوہر گراں بہا ہے جس سے (ورق ۷ الف) یک بلبل مشت پر بیچ قفس مینا کار کے شبستان تاجداران میں آویزان رہتی ہیں - اور مثل قنادیل منور شعلۂ آواز سے طوطی پنجرھائے مرصع نگار ایوان پادشاھان میں نور افشاں رہتی ہیں - اسی سے ہر نام الہی جلوہ گر ہوا ہے - اسی سے کلام نامتناھی ازبر ہوا ہے اسی کے باعث شاھان عرش وقار اور شعرائے خوش افکار کا نام زندہ ہے - یہی وہ ماہ کامل ہے کہ بے کم و کاست صبح ازل سے (ورق ۷ ب) شام ابد تک روز و شب یکساں تابندہ ہے - اور نزد ارباب دانش و بینش معین بلکہ مقرر ہے کہ ایک علم علوم سے بے تعلم و تلمذ اوستاد کامل غیر میسر و لاحاصل - الا بجز شعر کہ در ہر بحر تائیدات ربانی اور فیوضات سبحانی سے طبائع شاعر پر وا ہوتا ہے کہ اوس راہ سے بنگہ و گاہ مضامین رنگین و خیالات نازک اوپر صفحۂ دل کے الہام ہوا ہوا ہوتا ہے - بغیر استمداد و استفادہ (ورق ۸ الف) اس راہ سے اوپر محرمان اسرار تقدس کے - سوا اس کے اس طائفہ کو کیا لکھیئے - اور مصداق اس قول کا سوا اس شعر کے کہا کہیئے :-

از حرم بارگه کبریا پیش شعر آمد و اسمش انبیا
سخن بس شاخ طوبیٰ وار دارد که هر شاخش هزاران بار دارد
سخن شد چون معانی ختم بر هند که طوطی و شکر خیزند در هند
مرا هم چون سخن هنداست و ماوا که هم درهم صدف خیزد ز دریا
دلم را با خرد شد تا سروکار زبانم را سخن باشد پرستار

(ورق ۸ ب)

تعریف اقلیم هند و تخصیص بیت السلطنت لکھنو۔

مرا باید ز هندوستان سخن گفت که باعشق است خاک این زمین جفت

عجب عشق خیز زمین هندوستان هے۔ که عشق هی مذهب هر گبرو مسلمان هے۔ جو خار هے رشک گل چمن جاوید هے جو ذره هے منظور نظر خورشید هے۔ یه خطه دلپذیر جنت نظیر هے جس کی هر روش باغ ارم شداد بے پیر هے۔ شعر ؎

نروید زین زمین برگ گیاهی که نبود میل او با کهربای

(ورق ۹ الف) خس و خاشاک عشق سے مست۔ در و دیوار محبت پرست۔ هر سخت و نرم عشق کا مبتلا هے۔ شاهد کلام مقناطیس و کهربا هے۔ سارے عرب میں ایک قیس کی صحرا نوردی اور جانبازی کا تذکره هے۔ تمام عجم میں ایک فرهاد کی کوهکنی اور سرفروشی کا شهره هے۔ یهاں اکثر عروسهائے نا رسیده شوهران نادیده کے آتش عشق میں ستی بنا کرتی هیں۔ آخر جسم خاکی کو خوفِ آبروئے عشق سے ترک هوا و هوس کرکے جلا کر راکھ (ورق ۹ ب) کیا کرتی هیں۔ عورتوں سے وه گرمیٔ کار مردانه هے جس کے روبرو سرد هنگامهٔ شمع و پروانه هے۔ کار پردازان قضا و قدر نے آب عشق سے خاک هند کو تر کیا هے انسان سے حیوان تک میں محبت کا اثر بھر دیا هے۔ پروانه و بلبل کی گو قدیم داستان هے۔ لاکن یهاں کے پپیہے اور کویل کی پی‌پی اور کوک کا هزار رنگ سے بیان هے۔ الغرض جهاں کے انسان اور حیوان کا یه احوال اور رعیت کی یه چال هو۔ اوس سر زمین خجسته آئین کے (ورق ۱۰ الف) شهنشاه ظل الله کے اوصاف میں گنگ زبان۔ اور یه ماجرا اظهر من الشمس

ہے ۔ بقول عیان را چہ بیان ۔ تقدیر سے ایسا شہریار ، قسمت سے ایسا تاجدار ملتا ہے ۔ شمشاد گلزار جوانی ۔ مسیحا خصال یوسف ثانی ۔ مالک اقلیم حسن خدا داد ۔ نتیجۂ بہار گلشن ایجاد ۔ وضیع و شریف ، سیرت کے فریفتہ ۔ زن و مرد صورت کے شیفتہ ۔ صاحب تخت و تاج (ورق ۱۰ ب) معشوق خصلت ۔ عاشق مزاج ۔ ہزاروں کشتۂ شمشیر ابرو ۔ لاکھوں بستۂ زنجیر گیسو ۔ کروڑوں دھن شیریں کی الفت میں باھم ۔ پدسوں لب جاں بخش پر بیدم ۔ خدنگ غمزہ قاتل جہاں۔ ناوک نگاہ دشمن جاں ۔ ہر شریں ادا رشک فرہاد ہے ۔ مجنونہ ہر لیلی نژاد ہے ۔ جس نے وصف اس بادشاہ حسن کا سنا ہے ۔ برسوں کیا عمر بھر تمنائے وصل میں سر دھنا ہے ۔ اکثر پردہ نشینان عصمت (ورق ۱۱ الف) شرف نکاح سے سر فراز ہوئیں ۔ سینکڑوں حور صورت عز متعہ سے ممتاز ہوئیں ۔ خصوصاً سرتاج عاشقاں یعنی حجلہ نشین شرم و حیا ۔ عزلت گزین گوشۂ انزوا ۔ عفت مآب ۔ مریم قباب ۔ مخدرۂ زمان جناب ممتاز جہاں نواب اکلیل محل صاحبہ دامت ظلہا بنت نواب محمد علی خان ولد نواب علی محمد خان نواسی نواب شہامت علی خان عرف مرزا جنگلی (ورق ۱۱ ب) خلف نواب شجاع الدولہ بہادر ۔ زوجۂ و عاشقۂ صادقۂ قدیمہ حضرت خلافت پناہی ظل اللہی ۔ مالک الرکاب سلاطین عالم ۔ مرجع خواقین اعظم ۔ مرشد انام ۔ مروج اسلام ۔ فرہنگ آرائے ۔ عدو بند ۔ قلعہ کشائے ۔ جلا بخش دیدۂ دولت و اقبال ۔ مسند افروز بارگاہ جاہ و جلال ۔ نو باوۂ گلشن کرم و سخاوت (ورق ۱۲ الف) جوہر شمشیر تہور و شجاعت ، نص خاتم دلربائی و ہوشیاری ۔ مرکز دائرۂ بختمندی و کامگاری ۔ زنگ زدائے مرأت حق پسندی ۔ ناصیہ افروز خرد پروری و ہنرمندی ۔ والا فطرت ۔ روشن قیاس ۔ حقیقت پژوہ ، ایزد شناس ۔ خاقان ابن خاقان ۔ سلطان ابن سلطان ۔ ابوالمنصور ناصر الدین سکندر جاہ محمد واجد علی شاہ بادشاہ غازی (ورق ۱۲ ب) الملقب بسلطان عالم و المخاطب بجان عالم ۔ اعاد اللہ ملکہ وسلطنتہ ، نظم

چہ شاہی کہ شاہان والا شکوہ دوان در رکابش گروہا گروہ

همه سر فرازان و گردن کشان بمژگان بروبند آن آستان
درانَدم که جلوه دهد بر سریر نماید چو بر چرخ بدر منیر
زخشم آورد چون گره بر جبین زبیمش خزد آسمان و زمین
زعدلش که باشد بقارا دلیل بخر طوم روبد ره پشه پیل
کفش ابر نیسان بگاه کرم (ورق ۱۳ الف) فشانده بر آفاق گنج و درم
کلید ظفر تیغ تیزش نبشت شه وابن شاه تابه هفتاد پشت

اور اگر کوئی اس توصیف بندگان دارا دربان سلطان جم جاه کو که جو راست راست بے کم و کاست اس خانہ زاد نے بیان کیا ہے مبالغۂ شاعری ذہن ناقص میں لائے چشم بد دور اپنی آنکھوں سے دیکھے سر بکف سامنے آئے۔ شعر

این است که دل برده وخون کرده بسی را بسم اللہ اگر تاب نظر هست کسی را
شبیہ[1] حضرت سلطان عالم کہ ہے تصویر گویا جان عالم
الہی[2] تو این شاه عالی نژاد کہ شاه چنین کس ندارد بیاد
[3]به تخت شهی تا قیامت بدار ز آفات گیتی سلامت بدار

تب دوری و مرض مہجوری اس عاشق صداقت کیش۔ معشوق مروت اندیش۔ فرہاد منش شریں مقال مجنوں روش لیلی خصال۔ نازک طبع و نازک خیال۔ بزم آرائے حسن و جمال۔ یعنی سلطان عالم اعاد اللہ ملکہ و سلطنتہ میں اوس ہنگام سے کہ ملازمان دارا دربان حضرت قدر قدرت نے بسبب گردش چرخ دوار و نیرنگئ (ورق ۱۴ ب) فلک جفا کار۔ اپنے بیت السلطنت لکھنو صوبہ اختر نگر سے نہضت فرما کے دارالامارۂ کلکتہ کو خیام فلک احتشام سے شرف و امتیاز بخشا تھا گرفتار و مبتلا تھیں اور سوز و گداز میں شمع آسا تھیں۔ مثل بدر کی کاھیدہ اور خواب و خور سے کنارا کشیدہ۔ اپنی جوانی کو مبدل بہ ناتوانی کر کے مثل برگ خزانی برنگ زعفرانی بستر مہاجرت پر بصد پریشانی و حیرانی بسر اوقات شبانہ روز (ورق ۱۵ الف) فرماتی

۱۔ ورق ۱۳ ب۔ ۲۔ ان دونوں اشعار کے درمیان پورے صفحے پر واجد علی شاہ کی شبیہ بنی ہوئی ہے۔ ۳۔ ورق ۱۴ الف۔

تھیں۔ لاکن واسطے تشفی دل حزیں و تسکین خاطر غمگین بخیال المکتوب نصف الملاقات ۔ سلسلہ رسل رسائل محبت نامجات جاری فرمایا اس رنگ سے دل کو بہلایا اور اکثر حضرت قدر قدرت نے جو نامجات اشتیاق آگیں اور مکتوبات شوق آئیں کمال اُلفت اور افراط محبت سے تحریر فرما کے ارسال کئے تھے وہ رات دن مانند سفینہ بالائے سینۂ بی کینہ رہتے تھے ۔ (ورق ۱۵ ب) ایک شب کواکب انور اوپر فلک اخضر کے مانند نور دولت و اقبال کے ناصیۂ بختمنداں سے شعشہ انداز ۔ و دیدۂ ستارگان مثل فراق دیدگان سوختہ دل کے بسوز و گداز و فلک مانند صوفیان ارزق پوش کے رقصاں ۔ و چراغ ماہ نورانی اوپر رواق دخانی کے مثل تجلیات ربانی اوپر کوہ طور کے پرتو فشاں تھا۔ یکایک اوپر ضمیر فیض منیر جناب (ورق ۱٦ الف) عفت مآب کے آیا کہ آیا محبت نامجات کہ جو ہمارے سلطان عالم و پیارے جان عالم زید اللہ حسنہ' و جمالہ' و اعاداللہ ملکہ' و سلطنتہ' نے بوفور عنایت بے غایت ہم کو بھجوائے ہیں اور عبارت رنگین و لطیف سے زیب قلم فرمائے ہیں اگر وہ درر معانی و گوہر سخندانی سلسلۂ تحریر میں مثل انشاء کے مسلسل ہوں پس وقت تنہائی و جدائی میں تشفی بخش عاشقۂ اکمل ہوں ۔ (ورق ۱٦ ب) اور تا قیامت حسن دل افروز جان عالم ادام اللہ مجتہ' کا شہرہ اور ہمارے عشق صادق کا مثل شیریں و زلیخا کے چرچا تا قیام روز قیام قائم رہے ۔ اور یہ انشاء مثل عروسان نوخاستہ مشاطگیٔ خوشنویسان و نقاشان سے پر نور نقش و نگار مطلا و مذہب و منقرو محلی ہوکر زینت بخش بزم معانی و حجلہ آرائے طبع سخندانی دائم رہے ۔ اور طبع (ورق ۱۷ الف) مبارک نے تجویز اس امر خاص سے ایسا لطف اٹھایا کہ علے الصباح اس ہیچمدان کج مج زبان سراپا تقصیر اکبر علی خان تخلص توقیر سے کہ پشت ہا پشت سے خانہ زاد سرکار فیض آثار کا ہے و با الفعل بعہدۂ جواب نویسی محبت نامجات نواب موصوفہ و ممدوحہ کے معین و مقرر ہے واسطی اہتمام اور تیاری کے ارشاد فرمایا ۔ بعد مشرف ہونے زیارات محبت نامجات کہ جس کے مصنف اور مولف کی (ورق ۱۷ ب) تعریف میں انسان کی کیا مجال

کہ زبان کھولے اور توصیف میں ایسے کلام عدیم النظیر کے منہ سے بولے۔ بجز اس کے

کہ سلطان ملک معانی ہیں شاہ — فصاحت بلاغت کے بانی ہیں شاہ
وہاں نامور کیا ہو نام کلیم — حروف غلط ہیں کلام کلیم
[1]نظیری سے کوئی اگر دے نظیر — تو انصاف اس کو کہے بے نظیر
وہ دیوان ارشاد فرمائے ہیں — کہ مطبوع عالم ہیں چھپوائے ہیں
غزل دفتر عشق کی فرد ہے — کہ دیوان آتش وہاں سرد ہے
جو مطلع ہے وہ مطلع سہر ہے — تخلص سے مقطع پری چہر ہے
ہر اک مثنوی ہے عجب رنگ کی — سراپا ہے عشاق کے ڈھنگ کی
زہے حسن نثر شہنشاہ نثر — کہ بو نصر بھی ہو ہوا خواہ نثر
ترقی ہے یہ پے بہ پے نثر میں — چمک نثر طائیر کی ہے نثر میں
[2]وہ ہی اوج شہباز مضمون شاہ — کہ ہو مرغ طغرائے بھی مفتون شاہ
جو دیکھیں گل طبع رنگیں کے جوش — اڑیں بلبل روح سعدی کے ہوش
وہ مکتوب فرمائے ہیں لا جواب — ملک کو بھی مشکل ہے جن کا جواب
جہاں سنئے شہرت ہے ہنگامہ ہے[3] — ہر اک نامۂ شاہ شہنامہ ہے
وہ فقرے لطائف سے مالوف ہیں — عبارات رنگیں میں ملفوف ہیں
بشر کیا ہیں دیوانے تالیف پر — پھڑکتی ہیں پریاں بھی تصنیف پر
مثل کے ہیں معنی گواہ کلام — کلام شہاں بادشاہ کلام

(ورق ۱۹ ب) الغرض بموجب الامر فوق الادب وہ گہرہائے شاہوار زادہ طبع ہمایون شہریار کہ فرداً فرداً جدا مثل در یکتا تھے واسطے جمع کرنے کے کمر سعی مضبوط باندھکر وہ در دانہ ہائے مکنون کہ مانند سلک گسستہ جا بجا تھے پنجہ مژگان سے چنکے انسلاک روابط میں مسلسل و باہم، اور وہ انجم درخشندہ کہ مثل ستارگان بنات النعش متفرق و جدا تھے (ورق ۲۰ الف) برنگ کو کبان پروین فراہم کر کے جلابخش دیدۂ انجم شناسان روشن قیاس و مہندسان دقیقہ شناس کئے اور اون گلہائے ریاض دانش اختری کو

۱- ورق ۱۸ الف۔ ۲- ورق ۱۸ ب۔
۳- ورق ۱۹ الف۔

که چمن زار عبارت لطیف میں شگفتہ ھیں بطور گلچیں بریاض طبع سقیم بروش گلدستہ رنگیں آراستہ کر کے بہ نظر نخلبندان گلزار معانی برنگ ارمغانی پیش کش دی - اور ابھی کہ کل چند جز کی تیاری اور تحریر (ورق ۲۰ ب) شروع تھی اور ہر ہر محرر اور نقاش کی طبیعت بخیال نمک خوارئی قدیم بجانفشانی رجوع تھی - یکایک بموجب مصرعہ :— که دلھا را بدلھا راہ باشد

واسطے تیاری اس امر مجوزہ خاص کے بنام نواب صاحبہ ممدوحہ و موصوفہ کے حکم شاہانہ ہوا - چونکہ مزاج مبارک از حد مصروف و مشغول تھا مگر مصرعہ سمند شوق پر ایک اور تازیانہ ہوا - پھر تو جناب عفت مآب نے (ورق ۲۱ الف) انشاء موصوفہ کو مثل عروس بآراستگی ہفت در ہفت مرتب مزین کر کے مخاطب بخطاب تاریخ ممتاز فرمایا اور بہ مشاطگی طبع سلیس حضوری شاہ کجکلاہ سلطان عالم اعاداللہ ملکہ و سلطنتہ سی سر افرازی کا رتبہ بخشایا - اس اُمید پر شعر :—

که مقبول سلطان عالم ہویہ پسند دل جان عالم ہویہ

قطعہ تاریخ

ترتیب تاریخ ممتاز از طبع حقیر خانہ زاد قدیم (ورق ۲۱ ب) اکبر علی خان تخلص توقیر

حضرت سلطان عالم کا ھے فیض طبع خاص
ڈاک کو گویا بنایا شاہراہ نامجات
اس قدر تحریر فرمایا قلم برداشتہ
شاہ نامے پر بھی اب ھے اشتباہ نامجات
صورت پروانہ و کبک آج کل ھے مرغ دل
جلوہ گر ایسی ھے ہر ہر شمع ماہ نامجات
جب کلام پادشاہ رتبے میں ہو ملک الکلام
کیوں نہ ہو ناموںسے بڑھ کر عزو جاہ نامجات
عرض کی تاریخ بھی توقیر خانہ زاد نے
نامۂ شاہ ایک اک ھے بادشاہ نامجات

۱۲۷۶

شروع محبت نامجات بلاغت آیات بابت سنہ ۱۲۷۲ لغایت ۱۲۷۳ ھجری

محبت نامۂ اول (ورق ۲۲ الف)

نواب اکلیل محل صاحبہ کو سلطان جہان ممتاز جلیل فرق افسر رقعۂ بہزاد مرقعہ محبوبان فرق تاج اے ہو معلوم سے طرف کی عالم ہوا۔ بیتاب جان کن سیراب میں انتظار تشنگیٔ عین تمہارا محبت ضمیمہ ہر (ورق ۲۲ ب) رقیمہ تحریر تا یہاں تعالیٰ اللہ بحمد شب چہاردہ ماہ اوس سلامتی اور صحت اور ہے باری جناب کا فضل طرح شب و روز مطلوب ہے۔ سے سماوات و ارضین خالق درگاہ ہمیشہ کی کیا ہوں گے۔ ہوتے بسر طرح کس ملال ایام یہ کہ ہے رہتا تصور گاڑی پر وار پروانہ ہمارا اور رہنا کا باغ سکندر تمہارا وہ کہوں راتوں اور کرنا مجرا کا ڈومنیوں اور پھرنا ساتھ تمہارے بھر دن دن کی شہنا اور صدائیں کی نوبت اور کرنا بسر پر چبوترے کو ہے۔ پھرتا تلے کے آنکھوں روز شبانہ سب یہ آوازیں (ورق ۲۳ الف) آسمان سخت زمین کروں۔ کیا ہوں۔ جاتا رہ کر مسوس دل کو لوگوں اون کرے غارت خدا ہے۔ قصور کیا میرا ، ہے دور حکمرانی خوش خوش آپ اور کی۔ ہماری بربادی خانہ نے جنہوں بھرتے دم کا اون ہمراہ کے اون خواہ ہوا کے اون اور ہیں۔ کرتے سے ناخن بھیجا کا مغز کہ ہے پیسا ایسا نے فلک تک آج تو ہمیں ہیں۔ کہیں نہ ، پہاڑ کالے کالے ، جنگل (ورق ۲۳ ب) گھنے گھنے ہے۔ نکلتا مدعی بھی پر اوس پہنچے۔ میں کلکتے کر خدا خدا آڑ۔ کہیں نہ سایہ

سایۂ دیوار ساں ساتھ ھیں ۔ کاٹ پھانس سے ایک لمحہ نہیں چوکتے ۔ اگر ھم گھبرا کر روز کی چخ چخ سے مونہہ بھی چراتے ھیں مگر کہنے والے پھر اپنی طرف متوجہ کر لیتے ھیں ۔ خدا انجام بخیر کرے ۔ وہ کون دن ھے کہ یاد رخ مہر تمثال سینے میں نہیں بھری رھتی ھے شعر :—

کہیو اے باد صبا بچھڑے ہوئے یاروں کو (ورق ۲۴ الف)
راہ ملتی ھی نہیں دشت کے آواروں کو

تری آنکھوں سے ایک لحظہ نہیں سو کھتی ۔ قاصد بہت کمیاب ھیں کہ جن کے ھاتھوں درد دل لکھ کر بھیجا کروں ۔ اگر کوئی ڈاکیہ نصیبوں سے ھاتھ آ گیا تو ھزار ھزار منت اور سماجت سے ھاتھ جوڑ جوڑ کر ایک آدھ خط روانہ کیا ۔ خیر شکر خدا کا کہ حاکم ھو کر محکوم بننا پڑا ۔ کبھی کبھی کوئی خط تم صاحبوں میں سے جو آ جاتا ھے گویا (ورق ۲۴ ب) جان تازہ آتی ھے ۔ اور تمہارے خط کو تو سینے پر رکھا ، چھاتی سے لگایا ۔ آنکھوں پر رکھا بہت چوما چاٹا ۔ یہاں تک کہ اُس کے حرف بھی مٹ گئے ۔ اس پر بھی بے جواب لکھے تسکین نہ ھوئی ۔ خدا تعالیٰ ھمیں تمہیں پھر جلد باھم کرے ۔ اور یہ مصیبتیں رات دن کی کم کرے ۔ جان من ھراساں نہ ھونا ۔ نہ رونا نہ منہ اشکوں سے دھونا ۔ خیر خدا نے جو مصیبت ڈالی اسے ھر طرح کاٹنا (ورق ۲۵ الف) ھم اتنا افسوس کرتے ھیں تو کیا پاتے ھیں فضل خدا اگر ھو تو سب ایام غم بات کہتے کہتے کٹ جاتے ھیں خوف ظالموں کو نہیں ھے اتنا ستایا اوس پر بھی باز نہیں آتے ۔ وھی اس کا اجر دے گا ھم تم سب سارا شہر تو مظلوم ھیں ۔ کیا حق سبحانہ و تعالیٰ مظلوموں کو ظالموں ھی کے پنجۂ قدرت میں رکھے گا ۔ مظلوموں کی داد نہ دے گا ۔ شام غم کب تک گھیرے رھے گی ۔ دنیا کب تک منہ پھیرے رھے گی ؟ (ورق ۲۵ ب) کیا صبح اُمید نہ ھوگی ۔ شعاع عدل خورشید نہ ھوگی دام بلا کب تک بچھا رھے گا ۔ جوبن دنیا کب تک بن بن کے دکھلائے گی ۔ ھمارا دل خود ایسی بیسوا دغاباز پر نہیں ھے اس سے چمٹو تو نخرے کرتی ھے اور اگر منہ موڑو تو پاؤں پڑتی ھے ۔ اس

کی یہی چالیں ہیں غضب پیٹ سے پاؤں نکالے ہیں - مگر کیا ہوتا ہے میرا اور اس کا دونوں کا بنانے والا تو کوئی اور ہی ہے -

راقم جان عالم

۵ ذیقعد سنہ ۱۲۷۲ ہجری (ورق ۲۶ الف)

محبت نامۂ دوم

نواختۂ رب جلیل نواب اکلیل محل صاحبہ کو جان عالم کی طرف سے معلوم ہو، بعد گلدستہ بندئ تمنائے مواصلت و چمن چمن ہوائے موالفت واضح رائے عالم آرائے ہووے - اے جان جہاں ایک خط الفت نمط میں تم کو لکھ چکا ہوں - یقین ہے کہ پہنچا ہو - اب یہ دوسرا مرتبہ ہے عالم الغیب (ورق ۲۶ ب) دانا ہے - جیسا کہ فراق محبوبان خوش و شان نے اس صحرائے کلکتہ میں حال زار میرا کر دیا ہے - ایک ایک داغ ہجر دلبر ایک ایک درہم کے برابر دیا ہے - کیا فلک کی یہی چال ڈھال ہوتی ہے کہ بن مارے زندگی وبال ہوتی ہے - بقول میر حسن مرحوم :—

فلک نے تو ایسا ہنسایا نہ تھا که جس کے عوض یوں رولانے لگا

عبث دم دوستی اسکی ذات سے توقع رکھتے تھے - ایسا بے مروت نکلا کہ دو دلوں کو (ورق ۲۷ ا) بہم نہیں دیکھ سکتا - خیر جاتا کہاں ہے - اسے ہم خود پیس ڈالینگے - نوبت اب یہ پہنچی ہے کہ سوا نالہ و زاری اور شغل گریہ و بے قراری ایک دم بھر تمہاری یاد نہیں بھولتی - افسوس جان من وہ کیا دن تھے کہ تم شمع تھیں ہم تم پر پروانہ تھے - اللہ یہ بھی دن کاٹ دیگا - بہت گئی اور تھوڑی رہی - مگر چونکہ فراق اوس ماہ پارے کا ہم کو بہت ناگوار ہے تو بیشتر یہ شعر زبان پر رہتا ہے - شعر

(ورق ۲۷ب) صبا بہ لطف بگوآن غزالِ رعنا را
که سر به کوه و بیابان تو دادهٔ مارا

خیر اب یہ عالم ہے - قطعہ

کسی کی شب وصل سوتے کٹی ہے　　کسی کی شب ہجر روتے کٹی ہے
ہماری یہ شب کونسی ہے الٰہی　　نہ سوتے کٹی ہے نہ روتے کٹی ہے

اب مناسب ہے کہ مدام اپنے احوال خیر مآل سے مطلع کرتے رہو - کہ تسکین دل بے تاب ہوا کرے اور غمزدۂ فراق کی جان میں جان آئے للہ الحمد کہ تمکو ہماری یاد آج تک فراموش نہیں (ورق ۲۸ الف) ہمیں بھی تمہاری یاد دوش بدوش چلی جاتی ہے - ہاں البتہ اگر چندے یونہی ایام غم بسر ہونگے تو کاہیکو حضرت فراق چین لینے دینگے - مگر اب تو عالم مجبوری ہے - ہیجدہم شہر ذی قعد ۱۲۷۲ ہجری - راقم جان عالم -

محبت نامۂ سوم

ممتاز جہان نواب اکلیل محل صاحبہ کو بعد اشتیاق ملاقات مسرت آیات اور ہزار (ورق ۲۸ ب) ہزار تمنائے ذوق و شوق اور لطف وصل و مواصلت کے سلطان مغموم جانعالم حزیں کی طرف سے روشن اور مبرہن اور واضح اور منکشف ہو - خط محبت نمط تمہارا عین آرزو اور تمنائے دلی میں پر توفگن خانہ مراد ہوا جان تازہ بدن میں اور روح پاک و صاف و لطیف والطف تن میں داخل ہوئی - آنکھوں کو سرور اور دل میں غرور قرار واقعی ہوا- اور ایک تعویذ نذر امام ضامن و ثامن (ورق ۲۹ الف) علیہ الف الف تحیتہ والثناء والسلام حسب دستور مستمرۂ قدیمی ہمراہ اوس رقعہ اُلفت مرقعہ کے آیا موافق عادت اور حسب دستور قدیم موافق اور مطابق شہور اور سنین حال ماضی اور گزشتہ اور پیوستہ کے کمال مہر و محبت اور عنایت اور شفقت سے زیب بازوے خویش فرمایا - حق سجانہ' و تعالیٰ بہ تصدیق زور بازوئے یداللہی جلد بقوت اور زور (ورق ۲۹ ب) تمام بہ تصدق روح امام ہشتم ضامن و ثامن علیہ السلام جلد با مرادات دلی اور دینی اور دینوی اور بامقاصدات قلبی ظاہری و باطنی باسرع الاحوال والا وقاۃ کامیاب اور فتحمند کرکے سریر آرائے تخت لکھنو کرے -

اور اس کا باندھنا ایسا مبارک ہو کہ پھر وھی دن عید اور شب برات ہو - آمین ثم آمین - ایں دعا ازمن و از خلق خدا آمین باد - (ورق ۳۰الف) ۵ ذی حج ۱۲۷۲ ھجری - راقم غریب الوطن جان عالم -

محبت نامۂ چہارم

غزل

خانہ مہر پرانوار ھیں اکلیل محل
کیوں نہ ھو کیا در شہوار ھیں اکلیل محل
محرم خلوت و محبوبۂ شبہائے وصال
میری مونس سری غمخوار ھیں اکلیل محل
گل خورشید جلے دیکھ کے ثروت اونکی
(ورق ۳۰ب) آفتاب فلک یار ھیں اکلیل محل
میری جانی میری پیاری میری محبوبۂ خوش
مہ رخ و خوش بدن و یار ھیں اکلیل محل
خار کھاتے ھیں حسینان جہاں جل جل کر
لکھنو میں وہ طرحدار ھیں اکلیل محل
محفل عیش بپا رھتی ھیں معشوقونمیں
بانیٔ حسن ھیں سردار ھیں اکلیل محل
(ورق ۳۱الف) کھینچتے ھیں قد خوش طول پہ عاشق کی جان
بہر عاشق صفت دار ھیں اکلیل محل
اشک ریزاں ھیں خیال رخ محبوب سے وہ
چشم آلفت سے گہر بار ھیں اکلیل محل
عاشقی شیوۂ امراض جہاں ھے دیکھو
نرگس چشم کی بیمار ھیں اکلیل محل
خرمن ھستیٔ اعدا کو جلاتی ھیں روز
(ورق ۳۱ب) برق ھیں آہ شرر بار ھیں اکلیل محل
کیوں نہ خمخانۂ عالم میں بڑھے قدر زیاد
ایسی خمار ھیں ھشیار ھیں اکلیل محل


ذیحجہ سنہ ۱۲۶۲ ہجری راقم غریب الوطن جان عالم

محبت نامہ چہارم غزل

خانۂ مہر پر انوار زہے اکلیل محل

کیوں نہو کیا در شہوار زہے اکلیل محل

محرم خلوت و محبوبۂ شبہای وصال

میری مونس مری غمخوار زہے اکلیل محل

گل خورشید جلی دیکھہ کی ثروت اونکی

(ورق ۳۰ الف)



فتاب فلک یار مین اکلیل نجل

مہر یجانی میری پیاری میری محبوبہ خوش

مہ رخ و خوش بدن و یار مین اکلیل نجل

تار کہاتی مین جہان جہان جل جلکر

لکہنو مین وہ طرحدار مین اکلیل نجل

محل عیش یار تہی مین معشوقو نمین

بانی حسن مین سرواد مین اکلیل نجل

(ورق ۳۰ ب)



کھنچی ہیں قد خوش طول پہ عاشق کی جان

بہر عاشق صفت دار ہیں اکلیل حمل

اشک ریزاں ہیں خیال رخ محبوب سیں وہ

چشم الفت سیں گہر بار ہیں اکلیل حمل

عاشقی شیوۂ امراض جہاں ہیں دیکھو

نرگس چشم کی بیمار ہیں اکلیل حمل

خرمن ہستی اعدا کو جلاتی ہیں روز

(ورق ۳۱ الف)


برق میں آہ شرربار ہیں اکلیل محل
کیوں نہ خمخانۂ عالم میں تری قدر زیاد
ایسی خمار میں ہشیار ہیں اکلیل محل
صفت قبلہ نما تری ہیں آنکھیں ادھر
اخترزار طرحدار ہیں اکلیل محل
یہ غزل بی بدل مجلس تمہاری ولولہ محبت میں اور
جوش الفت میں نظم کی تھی تمہاری تسلی خاطر کی لئی

(ورق ۳۱ ب)

صفت قبلہ نما پڑتی ہیں آنکھیں اُن پر
اختر زار طرحدار ہیں اکلیل محل

یہ غزل بے بدل بر محل تمہارے ولولۂ محبت میں اور جوش اُلفت میں نظم کی تھی۔ تمہاری تسلی خاطر کیلئے (ورق ۱۳۲) روانہ کی ہے۔ خدا ہمیں تمہیں جلد مسرور کرے۔ یہ صدمے فراق کے دور کرے۔ دل اب تو بہت گھبراتا ہے۔ کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ صبر و تحمل رخصت ہوئے۔ یہی دعا ہے کہ پھر وہی صحبتیں وہی چہچہے وہی جلسے وہی قہقہے ہوں۔ راقم بے وطن جان عالم۔ ۲۷ ذی حج ۱۲۷۲ ہجری۔

محبت نامۂ پنجم

غزل

حسن کش ہے آپکا انداز ممتاز جہاں
(ورق ۳۲ب) صوت شیشہ ہے بنی آواز ممتاز جہاں
کیا سنبھالے تیر مژگاں کا کوئی وار اے پری
بن گیا تودہ قدر انداز ممتاز جہاں
خط شوقیہ کی آمد جب سے اُس نے ہے سنی
دل ہوا ہے گوش بر آواز ممتاز جہاں
میری محرم ہے میری مونس ہے میری ہے انیس
مدتوں سے ہے میری ہمراز ممتاز جہاں
(ورق ۳۳الف) افتخار دو جہاں ہیں اعتبار دوستاں
سب پریزادوں میں ہیں ممتاز ممتاز جہاں
ختم ہیں تجھ ماہ رو پر راست کہتا ہوں اسے
عشوہ و غمزہ، ادا، انداز، ممتاز جہاں
مبتلا رنج سفر میں ہیں قسم اللہ کی
کاھشوں میں ہیں ترے جانباز ممتاز جہاں
اشتیاق عارض خوش میں ہیں ہم صبح و مسا
(ورق ۳۳ب) بھولے کیا تجھ ماہ کا انداز ممتاز جہاں

پردۂ در پر لگے رہتے ہیں میرے دونو کان
پھر سنا دے عشق کی آواز ممتاز جہاں
کیا چھپاؤں حال دل تجھ سے ہویدا ہے سبھی
میری جانی ہے میری ہمراز ممتاز جہاں
تیرے اس روئے کتابی پر یہ مایل ہے بہت
عاشق خود رفتہ کو ہے ناز ممتاز جہاں
(ورق ۴۳ الف) یہ ادا بھوے گی کیا گذریں اگرچہ لاکھ سال
عشق کا اختر میں ہے انداز ممتاز جہاں

چند شعر غزل کے کہ مشعر حال اضطرار دل محبت منزل ہیں عجب ولولۂ شوق میں نظم کئے ہیں - کہ اوس سے اختر ہی کا دل خوب آگاہ ہے - اے برباد کنندۂ متاع صبر و قرار عاشق دور افتادہ خدا گواہ ہے کہ اب تو ایک ایک گھڑی مثل ایک سال کے گذرتی ہے - مفارقت طبیعت محبت طویت کو (ورق ۴۳ ب) بہت بے چین کرتی ہے - اس کو تصور کرو کہ جو اوس عیش و آرام اور جاہ و حشمت سکندری سے بسر کرتا ہو یا وہ اب گردش فلکی سے کوٹھی راجہ بردوان میں کہ واسطے دشمنوں کے محبس سے کم نہیں دن مصیبت کے بھرتا ہو کیا اوس کے دل کا عالم ہوگا - زیادہ کیا لکھوں - راقم جان عالم پنجم محرم ۱۲۷۳ھ -

محبت نامۂ ششم

غزل

حور خصلت ہے خوش انسان ہے زینب بیگم
(ورق ۳۵ الف) مثل آئینہ درخشان ہے زینب بیگم
چاہوں میں تجھ کو مجھے چاہے تو اے گل ہردم
میری تیری یہی پیمان ہے زینب بیگم
باعث راحت و عیش و طرب و لطف و سرور
خوش قرینہ ہے مری جان ہے زینب بیگم


بھولتا ہی نہیں جانی ترا چہرہ مجکو
دھیان تیرا مجھی ہر آن ہی زینب بیگم
زلف شمدار تری جیسی نظر سی ہی نہاں
میرا مجموعہ پریشان ہی زینب بیگم
جلد تر اسکو الہی کہیں وصلت ہو نصیب
ہجر میں دل مرا نالان ہی زینب بیگم
جب گیا چہرہ خورش جیسی مری نظروں سی

(ورق ۳۵ ب)

کیوں نہ اکلیل محل تجھکو کہیں پیروجواں
تاجداری تو تیری شان ہے زینب بیگم

(ورق ۳۵ ب) بھولتا ہی نہیں جانی ترا چہرہ مجکو
دھیان تیرا مجھے ہر آن ہے زینب بیگم

زلف خمدار تیری جب سے نظر سے ہے نہاں
میرا مجموعہ پریشان ہے زینب بیگم

جلد تر اس کو الٰہی کہیں وصلت ہو نصیب
ھجر میں دل میرا نالان ہے زینب بیگم

چھپ گیاچہرۂ خوش جب سے میری نظروں سے
(ورق۳۶الف) مثل آئینہ یہ حیران ہے زینب بیگم

کس سے پونچھے گا بھلا دیدۂ تر فرقت میں
آسماں تو میرا داماں ہے زینب بیگم

کیوں نہ گلچین جہاں صید ہوں گلزاروں میں
بلبل باغ خوش الحان ہے زینب بیگم

روئے خورشید ہے پنڈلی تری اے مایۂ ناز
رشک مہتاب تری ران ہے زینب بیگم

(ورق ۳۶ ب) جب کوئی برگ خزاں دیکھنا کہنا وہ ہے
تیرے اختر کی یہ پہچان ہے زینب بیگم

اکلیل محل نواب زینب بیگم صاحبہ کو جان عالم کی طرف سے بعد اشتیاق معانقۂ جسمانی اور مصافحۂ روحانی روشن اور مبرھن رائے قمر ضیائے ہو غزل دوسری تمہارے قدیمی نام پر شدت درد فراق میں موزوں کی ہے - اچھی ہے - تم اسے خود (ورق ۳۷الف) پڑھوگی اور گاؤ گی - باقی ہمہ وجوہ خیریت ہے - اُمید کہ تا احصال دولت مواصلت رسم نامہ و پیام جاری رہا کرے - مورخہ بستم محرم ۱۲۷۳ھ راقم سکندر جاہ اختر -

محبت نامۂ هفتم

غزل

خوش قرینہ ستم ایجاد هے زینب بیگم
حضرت عشق کی استاد هے زینب بیگم

عارض روئے منور پہ عجب عالم هے
(ورق ۳۷ ب) حور هے چاند، پریزاد هے زینب بیگم

پیچ پر پیچ دئے زلف رسا سے تو نے
لٹ گئے هم، تری فریاد هے زینب بیگم

غیر پہلو میں رها کرتے هیں میں دور هوا
اجی کیوں میری بھی کچھ یاد هے زینب بیگم

داد بیداد نہ کروا نہ جھنکا مجکو کنوئیں
رحم کر یہ دل ناشاد هے زینب بیگم

(ورق ۳۸ الف) شجر وادیٔ ایمن هے جھلک عارض کی
رشک لالہ قد شمشاد هے زینب بیگم

بسے رهتے هیں حسیں سینکڑوں اس میں دن رات
خانۂ دل ترا آباد هے زینب بیگم

دم نکلتا هے تجھے دیکھ کے اے جان جهاں
میری جاں میری پریزاد هے زینب بیگم

جال زلفوں کا بچھاتی هے کہیں دانۂ خال
(ورق ۳۸ ب) طائر عشق کی صیاد هے زینب بیگم

غزل تازہ کہی هے تیرے بهلانے کو
یہ میرے عشق کی روداد هے زینب بیگم

زلف هرگز نهیں شانے پہ یہ دھوکا هے نرا
دام بردوش هے صیاد هے زینب بیگم

اختر زار نہ کہواؤ بس آگے مجھ سے
مسکن حسن خداداد هے زینب بیگم

(ورق ۳۹ الف) ممتاز جہاں اکلیل محل نواب زینب بیگم صاحبہ کو جان عالم کی طرف سے معلوم ہو ۔ دو غزلیں اس سے پیشتر موزوں کرکے روانہ کر چکا ہوں ۔ خدا جانے پہنچیں یا نہیں پہنچیں ۔ ہمیں رسید ایک کی بھی ابھی تک نہیں آئی۔ یہ تیسری غزل تمہارے قدیمی نام پر موزوں کرکے بھیجتا ہوں ۔ امیدوار ہوں کہ تینوں غزلوں کی رسید مرحمت ہو ۔ اور جو نہ پہنچیں ہو تو ویسے اطلاع ہو ۔ مورخہ بست و ششم محرم ۱۲۷۳ھ (ورق ۳۹ ب) راقم غریب اختر ۔

محبت نامۂ ہشتم

نواب اکلیل محل صاحبہ سلامت رہو۔ خط مسرت نمط چوتھی ماہ صفر کی کپتان کنزالدولہ بہادر کی معرفت محفل افروز ہوا ۔ بعد اشتیاق اُس میں لکھا تھا کہ میں نے امام ضامن بھیجا ہے ۔ چنانچہ حسب نوشتہ تلاش کیا ۔ امام ضامن نہیں ملا۔ باقی سب طرح فضل الٰہی ہے ۔ جناب عالیہ[1] خیر و عافیت سے داخل لندن ہوئیں مگر ابھی کوئی خط نہیں پہنچا ۔ امید کہ اسی طرح ارقام رقیمہ ہائے وداد سے (ورق ۴۰ الف) راقم کو مسرور کیا کرو۔ چہارم صفر ۱۲۷۳ھ الراقم مہموم سلطان عالم ۔

محبت نامۂ نہم

مایۂ نشاط، باعث انبساط، حظ زندگانی، میوۂ باغ جوانی، مہر سپہر خوبی، ماہ برج محبوبی، شوخ و چالاک، طناز و بیباک ۔ عشوگر، سیم بر، دل آرام، گل اندام، نواب اکلیل محل صاحبہ کو جان عالم کی طرف سے معلوم ہو ۔ نامۂ عنبر شمامہ، عطر آگیں، بہجت تزئیں، مفرح روح، مقویٔ دل، ممد جان، معاون رواں، سلسلۂ محبت (ورق ۴۰ ب) وسیلۂ مؤدت، مسکن دل نالاں و مضطر، جامع پریشاں و بے پر، مایۂ صبر و قرار، باعث تسلی دل غمخوار، مجاهدالدولہ بہادر کی

---

۱ ۔ والدۂ محترمہ واجد علی شاہ جو مقدمے کی پیروی کے لئے لندن گئی تھیں ۔

معرفت پندرھویں ماہ صفر کو رونق افرور بزم موصول ھوا۔ کاشانۂ محبت روشن اور خانۂ الفت رشک وادیٔ ایمن ھوا۔ ادراک احوال خیریت مآل سے ھمدوش مسرت ھوئے۔ مگر صدمۂ فراق اور ولولۂ اشتیاق سے بیتاب بشدت ھوئے۔ تمہارا تو وہ حال ھے۔ ھمارا بیان سنو کدھر خیال ھے چہرۂ ارغوانی زعفرانی ھے۔ فراموش ساری لن ترانی ھے۔ (ورق ۱۴الف) عیش و عشرت کہانی ھے۔ ھردم آہ سرد بھرتا ھوں۔ کروٹیں لے لے کر صبح کرتا ھوں۔ دیکھنے والے روتے ھیں۔ منہہ آنسوؤں سے دھوتے ھیں۔ شوق وصال ھر دم ترقی پر ھے۔ ولولۂ بوس و کنار شرح سے باھر ھے۔ جس دم کوئی بات تمہاری یاد آتی ھے بیساختہ لبوں پر فریاد آتی ھے۔ ھوش و حواس جاتے رھتے ھیں۔ فلک کی طرف دیکھ کے ھم یہ کہتے ھیں۔ کہ اے بےمہر اوس ماہ سے اختر کو کب ملائے گا۔ کس روز چہرۂ روشن (ورق ۱۴ب) دکھائے گا۔ کس وقت عاشق و معشوق ھم آغوش ھوں گے۔ کس روز غم و رنج، دوری و فراق فراموش ھوں گے۔ وہ کہتا ھے تمہارے حال زار پر اور مصیبت دل بےقرار پر مجھے بھی رحم آتا ھے۔ عنقریب قران السعدین، اجتماع نیرین۔ بازیب وزین ھوگا۔ راقم مشتاق وصال محزون و پر الم جان عالم۔ ۱۵ صفر ۱۲۷۳ھ۔

آغاز سراپا اعجاز محبت نامجات من ابتدائے سن ۱۲۷۵ھ لغایتہ[1]۔

(ورق ۲۴الف) محبت نامۂ اول

گل گلزار خوبی، ثمر باغ محبوبی، نوجوان ممتاز جہان، نواب اکلیل محل صاحبہ زاد محبتہ' اے جان جان عالم کیا بیان کرے جو مصائب گزرے - بارہ آدمیوں سے قلعہ' کلکتہ میں اٹھارہ مہینے سے ہوں اور علاوہ تکلیفات وحشت اور تنہائی کے زیادہ تر جاں گذا ھی (کذا) - جان من تم سے دور ھیں - (ورق ۲۴ب) ہم بے قصور ھیں - مگر انشاء اللہ تعالیٰ گھبراؤ نہیں ہم تمہارے پاس خرچ بھجوانے کی جلد تدبیر کرتے ھیں - پانچسو روپیہ عنقریب بھجواتا ہوں - قرض ادا کرنا - باقی کی بھی تدبیر ہو جائے گی - اور مدام ارسال خطوط اور خبر خیریت مزاج محبت امتزاج سے دل غمگین اختر شاد کیا کرو کہ المکتوب نصف الملاقات کہتے ھیں اور اپنے علاج معالجہ میں غفلت نہ کرنا اور ایک (ورق ۴۳الف) خط بہجت نمط تمہارا چودھویں تاریخ ربیع الثانی ۱۲۷۵ھ کو ہمیں پہنچا - اوس کے دیکھنے سے جان غمگین شادمان ہوئی کہ الحمدللہ سب صاحبوں کے بعد تمہیں بھی ہماری یاد ہوئی - خیر- مصرعہ :—

عمرت دراز باد کہ ایں ہم غنیمت است

صبح کا بھولا اگر شام کو واپس آئے تو اوسے بھولا نہیں کہتے ھیں اور جو تم نے یہ لکھا کہ نہ لکھنو میں رہونگی نہ کلکتہ میں مجھے اپنے پاس قلعے کے اندر بلالو - جان من سبحان اللہ (ورق ۴۳ب) شریف اور نجیبوں کی یہی بات ہوتی ھے کہ برے وقت میں خاوند

---

۱ - تاریخ محو ہوگئی ھے -

کے کام آتی ھیں - مگر میں تو یہاں شب و روز سینکڑوں پہروں میں گرفتار ہوں - ہر وقت پہرے برابر رہتے ھیں - پرندہ پر نہیں مار سکتا - پھر بھلا تمہاری پردہ داری کس طرح کرونگا - مگر اب بالفعل لاٹ صاحب بہادر خلد اللہ ملکہ نے دو لاکھ روپے عنائیت فرمائے ھیں اور (ورق ۴۴ الف) ارشاد ہوا ھے کہ اگر اور بھی درکار ہوگا سرکار سے ملے گا اب مناسب ھے کہ با عزت و عصمت وھیں بیٹھی رہو اور ہماری رہائی کی دعا درگاہ الہی سے مانگے جاؤ - جب تلک میرے پاس موجود ھے تمہاری خبر لئے جاؤنگا نظر بخدا رکھو - اور ہراساں نہ ہو اور مجھے ہر وقت اپنا طلبگار سمجھو اور اپنی والدہ کو میری طرف سے (ورق ۴۴ب) بہت بہت پوچھ دینا اور ایک غزل نئی تمہارے دل بہلنے کو کہی ھے - جب طبیعت گھبرایا کرے - اسے پڑھ کر ہماری یاد کیا کرو اور جی بہلایا کرو -

غزل

ایک حسرت طور پر بھی بہر موسی رہ گئی
ایسا کچھ دیکھا کہ آنکھوں کو تمنا رہ گئی
(ورق ۴۵ الف) آئینہ دیکھو تو صورت عکس آتی ھے نظر
میں تو خود حیراں ہو کیسی رسم دنیا رہ گئی
تصفیہ خوں کا کریں عناب لب بتلا طبیب
کس قدر طاقت گھٹی ھے ھجر میں کیا رہ گئی
دل پھڑک کر چپ ہوا گلشن کا عالم دیکھ کر
اے گلو منقار بلبل وصف میں وا رہ گئی
کیا تجلی ھے کہ سینہ اوس کا روشن ہو گیا
یادگار اک نقل بہر طور سینا رہ گئی
(ورق ۴۵ ب) باغباں بہر گلستاں میں ہوا باد خزاں
ہر کلی گلشن کی میرے دل سے مرجھا رہ گئی
دل کو ہم مجنوں صفت چھوڑ آئے کوئے یار میں
ناقہ آگے بڑھ گیا محمل میں لیلا رہ گئی

اے قمر طالع نہ کوٹھی پر ہوا تو وصل میں
شام کو بھی آرزوئے روئے زیبا رہ گئی
ورق ۴۶ الف) مار ڈالوں گا ابھی جاں اپنی تیرے سامنے
رخ پہ بل کھا کر اگر زلف چلیپا رہ گئی
ہوگیا دل قیدئ زنجیر زلف مہ لقا
محفل عیش و طرب ساری مہیا رہ گئی
دم کی آمد شد ہے جیسے باد صرصر صبح کی
روح اب مثل چراغ زیر داما رہ گئی
تو نہ سجدے کو جھکا محراب ابرو کی طرف
طائر قبلہ نما حسرت تری کیا رہ گئی
(ورق ۴۶ب) کان کا یہ حال ہے مشتاق ہے آواز کا
آنکھ کی صورت یہ ہے حسرت سے دیکھا رہ گئی
آنکھ کو مدنظر دیدار ہے اس یار کا
اور زباں نے ذائقہ الفت کا چکھا رہ گئی
جمع اتنا کرکے کیا پایا خدا کے واسطے
دولت حسن صنم اختر بتا کیا رہ گئی

حسن پر بہار رہے - چہاردھم ربیع الثانی (ورق ۴۷ الف) ۱۲۷۵ ھجری الراقم مہجور جان عالم عفیہ عنہ (کذا) - اور لفافے پر یہ عبارت ہوا کرے - سکتری فورین ڈیپارٹمنٹ معرفت دفتر خانہ میر منشی کونسل حوص سٹریٹ فقط -

محبت نامۂ دوم

ممتاز جہان نواب اکلیل محل صاحبہ زاد محبتہ' - بالفعل مبلغ پانصد روپیہ تمھاری پان خوری کے (ورق ۴۷ب) لئے کرنیل کونیا ٹون میجر صاحب بہادر دام اجلالہ' کی معرفت پہنچتے ھیں - تمھیں لازم ہے کہ رسید ھمیں جلد بجھواؤ اور اپنے مزاج کی خیرو عافیت ھمیں لکھو - کہ طبیعت مسرور ہو - ۱۹ ربیع الثانی ۱۲۷۵ ھجری - راقم بادشاہ اودھ عفیہ عنہ فقط -

محبت نامۂ سوم

شکیل و جمیل ممتاز جہاں نواب اکلیل محل صاحبہ سلامت (ورق ۴۸ الف) ستائیسویں تاریخ جمادی الثانی کی مہینے میں ایک قطعہ محبت نمط دست یاب ہوا - پانچ سو روپوں کی رسید پائی - پانچ سو اور بھجوائے - اس کی بھی رسید جلد بجھواؤ - اور تمہاری والدہ کے ڈیڑھ سو روپے اور عنائیت ہوئے ہیں - اور پچاس روپوں کے حساب سے تمہاری ماں کی چھ مہینوں کی تنخواہ تین سو روپیہ اور (ورق ۴۸ب) آتے ہیں - غرۂ رجب سے آخر ذی الحج تک میں تمہاری والدہ کی چھ مہینے کی تنخواہ پچاس روپوں کے حساب سے بجھوا چکا اب چھ مہینے تک کچھ نہ دونگا یا تم مہینے مہینے اونہیں دینا یا اکٹھا حوالہ کرنا جیسا مناسب سمجھو - اور رسیدیں جلد بھجواؤ اور خرچ اس زمانے کے موافق بہت سنبھل سنبھل کے اوٹھانا - خبردار اصراف نہ ہووے - ۲۷ جمادی الثانی (ورق ۴۹ الف) ۱۲۷۵ ہجری - بقلم جان عالم تحریر شد - از طرف ذوالفقار الدولہ بندگی برسد فقط -

محبت نامۂ چہارم

ممتاز جہان و تاج خوباں — اکلیل محل نگار سلطاں
اے غنچہ دھن گل معطر — اے زوجۂ بادشاہ اختر
اے لالہ باغ نیک نامی — اے گلبن صحن خوش پیامی
قائم رہے یہ تری جوانی — (کذا) گنگا جمنا میں تا ہے پانی
جب تک ہے شعاع مہر تاباں — اللہ رکھے ہمیشہ خنداں

پیشتر ساڑھے چار سو روپیہ تمہاری والدہ (ورق ۵۰ الف) کے اس حساب سے کہ ڈیڑھ سو تو نقد اور پچاس روپیہ مہینے کے حساب سے تین سو روپے چھ مہینے کی تنخواہ کی پیشگی اور پندرہ سو روپے تمہاری ذات خاص کے واسطے یہ سب ملا کر اگلے پچھلے دو ہزار[1] نو سو پچاس روپے میں تم کو بھجوا چکا ہوں - اپنی رسیدیں

---

۱ - روپوں کی میزان تو ایک ہزار نو سو پچاس روپے بنتی ہے - نہ جانے یہ دو ہزار نو سو پچاس کیسے درج ہوئی -

بھجوانا - اور خط بہت دیر کر کر کے آتے ھیں دل لگا رھتا ھے حسن پر بہار رھے - ۷ رجب ۱۲۷۵ ھجری بقلم جان عالم عفی عنه - اور بالفعل ان دنوں ایک عجیب سانحه گزر گیا که دل روتا ھے - نواب دلدار محل صاحبه نے تیسری تاریخ اس مہینه کی دنیا سے رحلت کی ھمیں چھوڑا - غلمان بہشتی سے الفت کی - انا لله و انا الیه راجعون -

(ورق ۶۱ الف) محبت نامۂ پنجم

سروقد ، مہروش ، لاله رخا ، سمن برا ، ممتاز جہان نواب اکلیل محل صاحبه سلامت - رجب کی بائیسویں کو ایک قطعه محبت نامه آیا - کلیجے سے لگایا - تم جھوٹی ہو - جو لکھتی ہو که میں متواتر خط بھیجتی ھوں - کل اس سمیت تین قطعے تمہارے آئے - اور لوگوں کے تیس تیس اور چالیس چالیس خطوں کی باری آئی - اور ھم نے بھی اسی قدر (ورق ۵۱ ب) اون کو جواب لکھے - تمہارے تین ھی آئے - ھم نے تین ھی جواب بھی تمہیں لکھے - طبیعت لگی رھتی ھے - جس وقت خط آتا ھے جان میں جان آتی ھے - اپنی والده کو میری طرف سے بندگی که دینا - بقلم جان عالم - ۲۲ رجب ۱۲۷۶ ھجری -

محبت نامۂ ششم

اے ممتاز جہاں نواب اکلیل محل صاحبه سلامت - شعبان کی چوتھی کو دو قطعه خط پہنچے - مجھے جناب امیر کی اور خدا کی قسم ھے که میں تم کو تین ھزار سے اوپر روپے بھجوا چکا ھوں - نه پہنچے تو میرا کیا قصور ھے - کل کی تاریخ یه سننے میں آیا ھے که وه جو دولاکھ لاٹ صاحب بہادر خلد الله ملکه' سے میں نے مانگے تھے - وه سب کو دے دلا کر اوٹھ چکے - اب دوباره رپورٹ اطلاعی روانه ھوا ھے - دیکھئے کیا جواب آتا ھے - جب تک رپورٹ کا جواب نہیں آئے گا - جب تک (ورق ۵۲ ب) دھانید لکھنو کی ملتوی ھے - میں شرمگیں ایسا ھوں که مارے حجاب کے خط تک لکھنے کو نہیں جی چاھتا ھے - زیاده زیاده - بقلم جان عالم - بتاریخ پنجم [۵] شہر شعبان ۱۲۷۵ھ - فقط -

محبت نامۂ ہفتم

ممتاز جہان نواب اکلیل محل صاحبہ اختر کی جان - تم پر علی
کی امان - شعبان کی چھٹی تاریخ ایک قطعہ خط دست یاب ہوا - جان
من جو دو لاکھ روپیہ هم نے سرکار (ورق ۵۳ الف) انگریز بہادر
سے لیا تھا - تم سب صاحبونکو دے دلا کر صرف ہوگیا اپنی جان کی
قسم ایک حبہ باقی نہیں رہا - اب بالفعل دوسرا رپورٹ اطلاعی سرکار
ممدوحہ میں روانہ کیا گیا ہے جس وقت ہاں ناہ کا کچھ جواب آئے
گا - ویسا تمہیں لکھا جائے گا - اور بالفعل تو دھانید لکھنو کی ایک
قلم مسدود ہے اور میں تم کو تین ہزار سے اوپر اوپر روپیہ روانہ
(ورق ۵۳ب) کر چکا ہوں - نہ پہنچے تو میرا کیا قصور ہے -
بندہ اس امر میں ہر طرح مجبور ہے - قید میں تمہاری دعا شام و سحر
ورد زبان رہتی ہے - آہ ہر دفعہ لب سے عیاں رہتی ہے - تم میں
دھیان لگا رہتا ہے - ہر آنکھ سے موتی موتی برابر ایک ایک آنسو
پڑا بہتا ہے - تمہاری والدہ کی بھی عرضداشت آئی کیا جواب لکھوں -
محجوب ہوں - مضمون واحد ہے - بقلم جان عالم عفی عنہ - ہفتم
(ورق ۵۴الف) شعبان ۱۲۷۵ھ -

محبت نامۂ ہشتم

ممتاز جان نواب اکلیل محل صاحبہ سلامت - شعبان کی تیرھویں
کو دو قطعہ خط محبت نامہ ایک میر عباد علی کے ہاتھ کا دوسرا
قدیم محرر کے ہاتھ کا پہنچے - جان من دو ہزار پانچ سو روپے تمہاری
ذات خاص کے لئے اور چار سو پچاس روپے تمہارے لواحقوں کے معہ
والد اور والدہ اور وغیرہ عزیزان (ورق ۵۴ب) کہ جس کو تم چاہو
اپنی رائے سے تنخواہ مقرر کرو - اس حساب سے کہ ڈیڑھ سو روپیہ
نقد بموجب عنائت بہ کل لواحقاں اور تین سو روپیہ پچاس روپیہ
مہینہ کے حساب سے اس میں جس کو چاہو علیٰ قدر مراتب تم
تنخواہیں مقرر کردو بھجوا چکا ہوں - جس میں سے کل پانچ سو
روپیوں کی رسید دستیاب ہوئی ہے باقی روپیہ ہچنسن صاحب کی

کچہری سے جلد وصول کرو - (ورق ۵۵ الف) اور والد اور والدہ دونوں کا اسی جمع میں تنخواہ مقرر کرو - اس سے زیادہ نہیں ہوسکتا - لغایت ذی حج تک تنخواہیں میں دے چکا اور من ابتدائے غرہ رجب سے عنایت ہوئے ہیں - اب بعد اختتام ماہ ذی حج پھر ہم سے کہنا و بس - بقلم جان عالم عفہ عنہ ۱۳ شعبان ۱۲۷۶ ھجری -

محبت نامۂ نہم

غزل در بحر ہزج مثمن سالم - من کلام سلطان عالم عفہ عنہ (کذا)

(ورق ۵۵ ب) بنا دے نور کا پتلا خدایا میری مٹی کو
بتونکے واسطے پتھر کا کر دے قلب کو جی کو
عبث انگیہ سے اپنا سینۂ پر نور ڈھانپا ہے
حبابوں نے دکھایا صاف اس ہیرے کی تختی کو
نصیبوں پر ہمارے سنگدل آنسو بہاتے ہیں
کرے گا شمع روکیا موم اپنی تیرہ بختی کو
آڑا دے گی مثال کاہ و خس ہر چرخ گرداں کو
گلا دی گی ہماری آہ پتھر کی بھی سختی کو
(ورق ۵۶ الف) سگ کوئے صنم کی نذر کیا ہوگا بتا اے دل
جلایا سوز غم نے چوب ساہر ایک ہڈی کو
چٹکتی ہے کلی گلشن میں یا آواز بوسہ ہے
شگوفہ باغ دل کا جانتا ہوں ایک مچھی کو
بدی اپنی نظر آتی نہیں انساں کو دنیا میں
چھپا کانٹا دیا اللہ نے ہر ایک مچھلی کو
(ورق ۵۵ ب) صدائے اختلاط یار سے آڑ جائے گا بلبل
[1] تڑاقے سے سنا دے گال پر اے جان [2] ببی کو
ہر ایک نالے سے امواج صبا پانی سی ہوتی ہیں
سمندر کر دیا اشک الم دیدہ نے ندی کو

۱- تڑاکا
۲- بوسہ

پرستش اپنی صورت کی کرو تم سرخرو ہو گے
نہ پوجو سبزہ رنگو گل چڑھا کر کالی دیبی کو
بدی شرط تعشق یا زکات حسن بدلی تھی
اوڑایا ہے ہوا پر کس لئے اے برق بدلی کو
(ورق ۵۷ الف) گہردرلعل ہیں یاقوت ہیں یا پھول جھڑتے ہیں
شرف پاتے زبان یار پر دیکھا ہے گالی کو
کرو حسن دو روزہ پر نہ غرہ اے پری زادو
لئے پھرتے ہو صیادو عبث دھوکے کی ٹٹی کو
ہمارا طائیر دل جس قفس میں پر شکستہ تھا
بنایا خط نور سہر و مہ ہر ایک تیلی کو
(ورق ۵۷ ب) روی کے قاعدے سے یہ غزل روشن ہوئی اختر
عجب جلوہ دکھایا باندھ کر ایسے قوافی کو

ممتاز جہان، جان من، نواب اکلیل محل صاحبہ - معشوقہ اختر جنیان پیاری سلامت - محبوبۂ خوش آہنگ، معشوقۂ یک رنگ، بہار باغ، نازک دماغ، خوشتر، فسونگر، طرب آمیز، عشق انگیز، شمس الضحیٰ، بدر الدجیٰ، نازنین طبع، معشوق وضع، سراپا بہتر، مونسۂ اختر، مرغ سدرہ آشیانہ، مطلوبۂ یگانہ، کو معلوم ہو (ورق ۵۸ الف) عشق میں حال دگرگوں ہے - جیسے حال خواب جاناں سنا ہے طبیعت مایل بخون ہے - ولولہ اور کشش دل آخر تصویر پر تنویر النقل مطابق الاصل کھینچ لائے ہے - اپنی جنیان کی صحیح شبیہ ہم نے پائی ہے - مگر رنگ لگانے والے نے برے برے اور بیہودہ رنگ لگا کر خراب کر دی ہے - اگر تم سے صحیح تصویر اپنی بھجوائی جائے تو ہم پر (ورق ۵۸ ب) نہایت احسان ہوگا - ہم اوس کا شب و روز نظارا کریں گے نقد دعائے جاہ و عزت اوس کے عوض میں دیں گے - اور ایک یہ غزل فرط ولولہ میں موزوں کی ہے - تمہیں شوق اکثر اشعار گانے کا ہے اس لئے طبیعت خون کی ہے -

۸ رمضان بقلم شوہر زینب بیگم ۱۲۷۵ ہجری -

محبت نامۂ دهم

ممتاز جهان نواب آکلیل محل صاحبه سلامت (ورق ۵۹ الف) شانزدهم رمضان کو ایک قطعه خط پایا - جتنا روپیه تم کو اور تمهاری والده کو بهیجا تها اس کی رسیدیں مکمل بهر پائیں- اور زیاده اس سے نهیں بهجوایا- خاطر محبوبه قرین اطمینان هو اور تمهاری والده کی بهی عرضداشت پهنچی- بسبب عدیم الفرصتی کے جواب سے قاصر هوں- میری طرف سے اون کو بهت بهت پوچه دینا اور جان من جس محرر نے تمهارا جواب لکها تها - وه (ورق ۵۹ ب) بے نظیر اور صاحب درد هے - اوسی سے اپنے قطعات محبت نامجات لکهوایا کرو - اور یه جو همیشه لکها کرتا هے همیں پسند نهیں - بد املا هے اور عبارت نویسی میں دخل نهیں هے - بقلم جان عالم ۱۷ رمضان ۱۲۷۵ هجری -

محبت نامۂ یازدهم

تاج فرق سخندانی ممتاز جهان نواب اکلیل محل صاحبه زاد جماله' - دو قطعه نامه نامی اور صحیفهٔ گرامی بتاریخ (ورق ۶۰ الف) بستم شهر رمضان معه اسمائے عزیزان اور لواحقان وصول پائے - دو هزار پانچ سو روپے کی تمهاری اور چار سو پچاس روپے کی تمهاری والده کی یه سب رسید هم نے پائی - سنو صاحب مجه سے فقط تمهاری والده کی ان دنوں خبر لی جائے گی - چنانچه یه جو ساڑهے چار سو تمهاری ماں کو هم نے دئے پچاس روپے مهینے کے حساب سے لغایت ذی حج سنه ۱۲۷۵ هجری تک اور ایک سو پچاس (ورق ۶۰ ب) روپے بطریق عنایت - یه اس طرح سے سب ملا کر ساڑهے چار سو هوئے - اور کسی عزیز کی خبر نهیں لی جائے گی اور نه آئنده تم کسی کے باب میں لکهنا - جواب صاف هے - هاں تمهاری والده کی تنخواه بعد انقضائے میعاد پهر اسی حساب سے بهجوا دوں گا - بقلم جان عالم - مورخه بست و یکم شهر رمضان سنه ۱۲۷۵ هجری - مبلغ ایک هزار روپیه عید الفطر کے جوڑے کے واسطے (ورق ۶۱ الف) اور بهیجتا هوں - صحت الدوله بهادر

اور میر واجد علی کی معرفت ھچنسن صاحب کی کچہری سے وصول کرو۔ اور رسید بھیجو۔

محبت نامۂ دوازدھم

زلیخا مثال، پری خصال، جانی پیاری ممتاز جان نواب اکلیل محل صاحبہ ہمیشہ عیش و راحت سے رھو۔ ھر بلائے ارضی و سماوی سے محفوظ رھو۔ چودھویں کو شوال کی دو محبت نامے تمہارے اک ننھا منا سا (ورق ۶۱ ب) پچیسویں ماہ صیام کا دوسرا بڑا لنبا و چوڑا دوم شہر صدر کا میرے پاس پہنچا۔ سارا حال عشق کا اور نصیب دشمنان علالت مزاج نازک کا اور علاج بہ تجویز برادر طبیب الدولہ سے دریافت رائے ھمایوں ھوا۔ بڑی فکر اور تشویش ھوئی۔ ذرا پرھیز رکھنا۔ کھٹہ مٹھہ بہت نہ کھانا۔ اگر ھم سے محبت ھے تو بخوبی علاج معالجہ کرنا۔ اور میرا رنج جو کرتی ھو۔ صاحب۔ خدا یہ بھی (ورق ۶۲ الف) آسان کردے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ملتے ھیں۔ ایسا ھی ھووے گا۔ کیوں رنج کرکے جان دو وہ کریم ھے شعر:-

اوسے فضل کرتے نہیں لگتی بار نہ ھو اوس سے مایوس امیدوار

اور پچاس کم تین ھزار آگے تم کو میں نے بھیجے تھے۔ اور سب رسیدیں بھی میرے پاس آگئی۔ ھاں بعد اوس کے ھزار روپیہ عیدی کے بھیجیں ھیں۔ مصائب زندان بدستور (ورق ۶۲ ب) اور اب خرچ بھی ھوچکا۔ اس سے اور بھی فکر ھے۔ اب رپوٹ گیا ھے۔ زیادہ شوق۔ فقط ۱۸ شوال سنہ ۱۲۷۵ ھجری۔

محبت نامۂ سیزدھم

سرو چمنستان یکجہتی، طوطیٔ شکرستان خوش خلقی، جان جانان ممتاز جہان نواب اکلیل محل صاحبہ سلامت رھو۔ با عز و شوکت رھو۔ بعد گذارش گلدستۂ ریاحین ھمکناری، و اظہار شقائق و غنچۂ غمگساری، اپنے پیارے (ورق ۶۳ الف) جوڑیکو حال درد دل پر ملال لکھتا ھوں۔ رنگ ھجر و وصال لکھتا ھوں۔ اے بلقیس، اے رشک

برجیس ، اے گوہر تابدار ، اے گل پربہار ، بڑی دیر سے ہم آئے ہیں ۔ جھاڑ کنول تمہارے لئے بارہ دری سکندر باغ میں سجوائے ہیں ۔ صاحب تم کہاں تھیں ۔ نہ یہاں تھیں نہ وہاں تھیں ۔ خدا کے واسطے سچ بتاؤ ۔ ذرا ہاتھ تو ادھر لاؤ ۔ میرا دل دیکھنا کیسا دھڑکتا ہے ۔ مثل (ورق ۶۳ ب) طائر مذبوح پھڑکتا ہے ۔ لو پھر میں اب سوار ہوجاؤں ۔ تمہارے واسطے بھی گاڑی جو کر تیار کروا منگواؤں ۔ کوچوانوں کی آنکھوں پر پٹیاں بندھوا دوں ۔ جوانان چمن پھر رہے ہیں کوئی قصہ پڑھ کر اونہیں بھی کھسکا دوں ۔ آب شبنم سے برگ درختاں دھوجائیں ۔ ملکۂ عالمیان سلامت ۔ اب ہمارے تمہارے وصل کے موقع ہو جائیں ۔ حمام سکندر باغ طیار رہے ۔ حکم دیجئے تو خزانے کا پانی حوض کی (ورق ۶۴ الف) تہہ میں بہے ۔ خزانہ بالا خانہ کھلوادوں ۔ آبشاروں کو اپنے حال زار پر رلوادوں ۔ قمریاں دلق خاکستری کریں ۔ بلبل شکوۂ بے پری کریں ۔ پتے کف افسوس ملیں ۔ آتش گلزار اور اخگر حسد سے باغبان جلیں ۔ اے سرو ریاض دوستی ۔ اے گل گلستان یک رنگی ۔ ہائے افسوس ہائے افسوس ۔ کیسے کیسے جلسے دن رات رہتے تھے ۔ ہمارے تمہارے دشمن کبھی یوں رنج فراق و زندان (ورق ۶۴ ب) کاھیکو سہتے تھے ۔ چمن زر گل سے مالا مال تھے ۔ درختان باغستان سرتا پا نہال تھے ۔ آہ کس کی نظر بد لگ گئی ۔ جو صیاد کو بلبلوں سے کد لگ گئی ۔ شکوہ بےجا ہے ۔ تقدیر کا لکھا ہے ۔ نام ھی اوس کا صیاد ہے ۔ اس کا اظہار باعث آہ و فریاد ہے ۔ خزاں کی گرم لوؤں کے جھونکے لگ چکے ۔ داغ سبھوں کے لگ چکے ۔ اب کچھ مطلب بھی سنایا چاہئے ۔ دل میں چوٹ لگتی ہے ۔ اس مضمون سے قلم پھرایا چاہئے ۔ اے تاج فرق حسیناں ، (ورق ۶۵ الف) اے ستارۂ افشان مہ جبیناں ، نامۂ محبت طراز مثل یار ہمراز شہر ذی قعد سنہ ۱۲۷۵ ھجری کی دوسری تاریخ آیا ۔ واللہ ہمارے ایک شعر پر کئی طرح کے مخمس نے بڑا مزا دکھایا ۔ روی کے قاعدے والے مصرعوں میں سے مصرع اول شاعر برائے نشاندھی نوک زیرخامہ عطر شمامہ ھوتا ہے ۔ واللہ ایک ایک مصرعہ مروارید رشتۂ فکر میں پروتا ہے ۔ مصرعہ

مخمس مرسلهٔ ملکهٔ جہانیاں ممتاز جہاں (ورق ٦٥ ب) نواب اکلیل محل صاحبہ زینب بیگم زاد محبتہ، کہ بہ قاعدہ و صنعت قافیہ روی بر شعر غزل راقم چسپیدہ بود - بنا بر نشاندھی مصرعہ :—

چمن ہے ابر ہے خلوت ہے اور آرام کی ہر شے

الی آخرہ - جان من اور اشعار غزل چسپیدگی مصرعہ ہائے خوش فکر شاعر بے نظیر سے محروم رہے - اس سبب سے ہم نہایت مغموم رہے کہ شاید وہ لائق مخمس نہ ٹھیرے - وہ اچھے (ورق ٦٦ الف) بس نہ ٹھہرے - اے مری جان! اے زوجہ سلطان! اسی کاتب و شاعر خوش نویس و خوش فکر و خوش تقریر کے واسطے آگے بھی تحریر کر چکا ہوں - ان کی ملازمی اور تنخواہ کی تدبیر کرچکا ہوں - رویائے صادقہ بھی تم نے انہی سے لکھوایا تھا - ایک ایک آنسوؤں سے اوسے پڑھوا کر رولایا تھا - مگر آج تک ہماری اوس تحریر کا جواب نہیں آیا - ایک لفظ بھی اوس تقریر کا جواب نہیں آیا - (ورق ٦٦ ب) اب پھر بار دگر لکھتا ہوں - مکرر لکھتا ہوں - کہ اوس کاتب خوش تقریر کا نام لکھوا بھیجو - اور بحر متقارب مثمن مقصورالآخر میں بھی کچھ کلام لکھوا بھیجو - تو ہم اوس کے نام کو دفتر پر لکھ لیں - اور خطاب اوس کا راقم عشق اختر لکھ لیں - ہمیں منظور ہے کہ جب سے تم نے ماشاءاللہ ہوش سنبھالا ہو - اور اے الآن جو جو سوانحات اور تعشق اور فرط تعشق تم سے ہمارے واسطے صادر ہوا ہو - اون سب (ورق ٦٧ الف) واردات کو یہ شخص پانچ چھ ہزار شعر میں اور بحر متقارب مثمن مقصور میں بقید تسطیر لائے - اور لطف تحریر راست راست سوائے مبالغہ شاعری دکھلائے - اور ایک ایک دو دو جز بتدریج تمہارے محبت نامے کے ساتھ بھیجتا چلا جائے - تو اے روان من یہ فرمائش ہماری اور اس کا انصرام دور از محبت نہ ہوگا - اور بعید از خلت نہ ہوگا - جی تو یہ چاہتا ہے کہ کتاب مثنوی ممتاز (ورق ٦٧ ب) کہ یہ نام بھی اوس مثنوی کے واسطے زیبا اور لائق ہے - مجلد اور محشی اور مطلا اور مذہب اور منقر کروا کے ہمارے پاس بھجواؤ -

جو صرف اس کا ہوگا وہ متعلق ہم سے ہے ۔ اور جو یوں نہ ہوسکے تو ایک ایک دو دو جز میرے پاس روانہ کرتے جانا ۔ میں یہاں حسب مرضیٔ خود اوس کی طیاری کروا لوں گا ۔ اور چھپنے کی بھی تدبیر کروں گا ۔ دیکھو تمہیں خدا کی قسم میری اس فرمائش کو بھول نہ جانا (ورق ٦٨ الف) حسب الایماء میرے عمل میں لانا ۔ کس واسطے کہ یہ شاعر نایاب ہے ۔ در خوش آب ہے ۔ میرا جی چاہتا ہے کہ تمہارے عشق کا مزا اس کی زبانی سنوں ۔ وجد میں آ کر مزا اٹھاؤں ۔ سر دھنوں ۔ کچھ بات نہیں ۔ کچھ ایسی بڑی کرامات نہیں ۔ ہماری خوشی اوس کا کام ہوگا ۔ تمہارے عشق اور ہمارے حسن کا تا قیامت نام ہوگا ۔ الہی جب تک خیمۂ فلک اوتاد ستارگان سے چست ہے ۔ (ورق ٦٨ ب) اسباب عیش مدام رہیں ۔ تا روز قیامت ہمارے تمہارے حسن و عشق کے نام رہیں ۔ بقلم پرالم جان عــالم ۔ ذی قعد سنہ ١٢٧٥ ہجری ۔

محبت نامۂ چہاردہم

خوشرو و جمیل ممتاز جہان نواب اکلیل محل صاحبہ سلامت ۔ نمیقۂ مسرت وثیقہ نوین تاریخ کو برہم زن متاع صبر و قرار ہوا ۔ صاحب واقعی مجھ سے چوک ہوئی ۔ بھلا تم نامحرم کے سامنے کیونکر ہوسکتی ہو ۔ اب خدا (ورق ٦٩ الف) جب ہمیں تمہیں یک جا کرے گا جبھی تمہارا چہرۂ پرنور دیکھوں گا ۔ اے مایۂ سرور و شادمانی غزل بھی اچھی تھی ۔ مگر جس شاعر نے تمہارا جواب لکھا تھا ۔ وہ نایاب ہے ۔ کئی دفعہ ہم نے لکھا کہ تم اپنے خط اوس سے لکھوایا کرو ۔ مگر شاید ہمارا خط تم تک نہیں پہنچا نہیں تو ضرور تم حسب الرضا ہماری کاربند ہوتیں ۔ اور نہ مجھے اوس شاعر کا نام معلوم ہے (ورق ٦٩ ب) تم اوس شاعر کا نام لکھوا بھیجو ۔ ہم اوسے نوکر رکھ لیں ۔ اشتیاق ملاقات تمہارا از حد ہے کہ شرح اوس کی نہیں ہو سکتی ۔ حق سبحانہ و تعالیٰ جلد تر شام ہجر کو بصبح وصال مبدل کرے ۔ بقلم جان عالم مورخہ دہم ذی قعد سنہ ١٢٧٥ ہجری

اور ان دنوں مجاھد الدولہ پھوپھا صاحب نے بھی باوجود کلام اللہ اٹھانے کے اور قسم کھانے کے ھمارا ساتھ (ورق ۷۰ الف) چھوڑ دیا اور موچی کھولیمیں آج راھی ھوگئے - خسرہ الدنیا والآخرہ -

محبت نامۂ پانزدھم

عاشقۂ صادقہ نواب اکلیل محل صاحبہ ھمیشہ سلامت رھو - بعد اشتیاق دیدن دیدار فرحت آثار کے معلوم ھو - نمیقۂ مسرت وثیقہ پندرھویں ذی‌قعد سنہ الیہ کے پہنچا - اوس سے دینا نقل محبت ناموں کا امیر علی خان کو (ورق ۷۰ ب) معلوم ھوا - اور نہ پہنچنا تو دو ناموں کا مفہوم ھوا - صاحب تمھارے سر کی قسم جب تمھارا محبت نامہ آتا ھے اوسی دن یا دوسرے دن میں نے جواب لکھے - اور جو فرصت نہ ھووے یا کچھ طبیعت بےلطف ھووے تو ذوالفقار الدولہ سے لکھوا کے آپ سن کے روانہ کر دیتا ھوں - تم تک نہ پہنچے تو کیا لاچاری ھے - بالفعل تمھارے عید الضحیٰ کے جوڑے کے واسطے (ورق ۷۱ الف) ھزار روپیہ بھجوائے ھیں - جس وقت وصول ھوویں رسید مہری بھجوانا اور بالفعل اپنے کلام کو جمع کر رھا ھوں - اس وجہ سے مجھے فرصت نہیں ھے - مگر جواب تمھارے محبت نامے کا ذوالفقار الدولہ سے لکھوا دیا ھے خود سن لیا ھے - اگر تا جمع ھونے کلام میں اپنے ھاتھ سے نہ لکھوں - تو کچھ اور خیال نہ کرنا - کم محبتی تصور نہ کرنا - انشاءاللہ جب اوس سے فراغت ھووے گی - بدستور (ورق ۷۱ ب) نظم و نثر لکھوں گا - فقط - اور نواب مجاھد الدولہ دسویں کو شہر مذکور کے موچی کھوے کو گئے - اور مہتاب الدولہ کو سب نقلیں تو دو ناموں کی دینا - اور دیا کرنا مکرر یہ کہ ایک کتاب اپنے محبت ناموں کی تاریخ وار جس طرح ھ
نے بھیجے ھوں - خوش تقطیع بین السطور اچھا مطلا مذھب منقش
کروا کے ھمارے پاس بھجواؤ - مگر جس طرح ھم نے لکھا ھے مع
نظم و نثر اوسی ترتیب سے اور دیباچہ (ورق ۷۲ الف) اوس کا اپنے ن
پر کرنا - کہ یہ محبت نامہ مرسلۂ جان عالم ھم نے اپنے فرط محب

سے جمع کئے اور اوس کا نام تاریخ ممتاز رکھنا ۔ اور بعد اوس کے تحفہ جلد اوس کی بنوا کے ہمارے پاس بھجواؤ ۔ اور ہر ہر مہینے کے بعد یہی شغل جاری رکھنا کہ اوسی تقطیع اون کے موافق درست کروا کے بعد انقضائے ماہ ہمراہ محبت نامہ وہ اوراق روانہ کردیا کرنا۔ ہمارے دل کو سرور اور آنکھوں کو نور (ورق ۲۷ ب) رہے گا ۔ اور جو کچھ اوس میں صرف ہوگا وہ ہم سے متعلق ہے ۔ زینہار کچھ اس میں پس و پیش نہ کرنا ۔ تھوڑے لکھے کو بہت جاننا ۔ از قلم ذوالفقار الدولہ بموجب حکم ۔ ۱۷ ذی قعد سنہ ۱۲۷۵ ھجری ۔

محبت نامۂ شانزدھم

حسینۂ با آبرو ، عنبرمو ، لالہ فام ، مہر مقام ، محبوبہ السلطان ، ممتاز جان ، ھجر یار سے بے کل ، نواب اکایل محل ، وادی وحشت نصیب دشمنان رہے ۔ اور بوستان (ورق ۳۷ الف) موانست برائے دوستان رہے ۔ بعد معانقۂ ابدان روحانی اور ارواح جسمانی ، بلبل قلم کو ترانہ سنج دعا کرتا ہوں ۔ تمہارے تپ فرقت سے مرتا ہوں ۔ دو قطعہ نمیقۂ موالفت وثیقہ ذی‌قعد کی بیسویں تاریخ آئے ۔ تاب و توان بدن زار میں لائے ۔ ایک مورخہ غرہ ذی‌قعد سنہ الیہ اور دوسرا مرقومہ پنجم شہر حال و سنہ الیہ کا ۔ پانچویں خط میں یہ غزل تھی ۔ (ورق ۳۷ ب) جس کے مطلع کا حصہ اول بنا بر یاد دھی لکھا جاتا ہے ۔ مصرعہ :—

واہ کیا وقت پر اے جان جہاں یاد کیا

الی آخرہٖ اور ھچکی کا آنا اور زیب محل صاحبہ کا طعنہ زبان پر لانا ، اور غرۂ ذی‌قعد والے خط میں پھر ایک خواب کا ڈھچر باندھا تھا ۔ خدا جانے جھونٹھ نرا مبالغۂ شاعری تھا ۔ یا در اصل سچ تم نے یونہی دیکھا تھا ۔ اے جان من خواب دروغ بیان کرنا (ورق ۴۷ الف) بڑی معصیت عظیم ہے ۔ کیا تم نے سنا نہ ہوگا ۔ اور یوں شاعری کے لئے اور ہزار پہلو دھرے ھیں ۔ بالفعل غم ھجر ستاتا ہے ۔ کلیجہ منہ کو آتا ہے ۔ رنج قید و زندان تمہارے عاشق پر بدستور ہے ۔ مگر یہ شیدا

تمہارے عاشقوں میں مشہور ہے - منشی علی اکبر چالیس روپیہ مہینہ کے ملازم ہوچکے - پانچ عدد انگشتر مرصع تم کو بھجوائے ہیں - بقلم جان عالم (ورق ۴۷ ب) مورخه ۲۲ ذیقعد سنه ۱۲۷۵ هجری - اور بالفعل نورتن مرصع ایک جوڑی تمہارے واسطے پہنچتی ہے - جب پانا - رسید بھجوانا - فقط -

محبت نامۂ هفتدهم

نواب اکلیل محل صاحبه اختر برج سعادت سلامت - پس از مراسم شوق مدعا نگار ہوں - ایک خط مورخه نهم ذیقعد سنه الیه میں یه غزل ہے - مصرعه از غزل مرسله محبوبه :—

طلب دل کو پھر ہے تمہاری نشانی

(ورق ۵۷ الف) اور مبارک منزل میں نشانی ان کوٹھیوں کی دینا - جان من بسا تعجب ہے که مبارک منزل مکان مسکونه نواب زیب محل صاحبه تھا نه تمہارا - اور نه مجھے یاد پڑتا ہے که وہاں میں نے تم کو کوئی نشانی دی - بہر صورت اعاده اس کا کیا ہے - یقین ہے تمہیں پہنچی - بقلم جان عالم ۲۵ ذیقعد ۱۲۷۵ هجری از طرف محمد سجاد بندگی -

محبت نامۂ هشتدهم

ممتاز جہان نواب اکلیل محل صاحبه سلامت (ورق ۵۷ ب) محبت نامه تمہارا معه غزل بعبارت منشی غره ذی حجه سنه الیه کو اکبر علی خان توقیر مرقومه اونیسویں ذیقعد ۱۲۷۵ هجری کا همیں وصول ہوا - نہایت خوش دل ملول ہوا - سارے افسانے اگلے پرانے یاد دلائے - بڑے رنج اوس سے یاد کرکے اوٹھائے - بے میرے اب کیا ہوا ہے اگر خدا دے تو سب کچھ پھر (ورق ۶۷ الف) اوسی طرح سے ہوگا - وهی هم ہوں گے وهی تم ہوگی - وهی باغ وهی چمن ہے اور کیا حال اپنی مصیبت کا لکھوں - که برابر لکھتے شرم آتی ہے پس کہاں تو وه سامان تھا که جس کا ادنیٰ سما تم نے لکھا ہے کہاں هم اب وهی ہیں که خود اپنے هاتھ سے اپنا کام کرتے ہیں

گھڑیوں آدمیوں کو پکارا کرتے ھیں - خیر شکر ھے - بھر حال وہ خالق ھے - جو اوس کی مرضی - کیا عجب ھے - (ورق ٧٦ ب) کہ پھر ھم ویسے ھوجائیں - اور اب دن بھلے آئیں - اللہ رحم جلد کرے کہ اب تاب طبیعت باقی نہیں ھے - ذی‌حج سنہ الیہ - از قلم ذوالفقار الدولہ بموجب حکم - از طرف نویسندہ بندگی -

محبت نامۂ نوزدھم

سرتاج محبت شعاران - افسر وفاداران ، نواب اکلیل محل صاحبہ خوشحال رھو - نہال رھو - زبان کیا منہ رکھتی ھے کہ جو داستان اشتیاق (ورق ٧٧ الف) قصۂ فراق کو لب پر لائے - اور قلم بے مغز اپنی ریشہ دوانی سے لکھے تو سینہ چاک ھوجائے - الحمد اللہ کہ تمہاری دعائے قلبی قبول ھوئی - مسرت جاوید حصول ھوئی - یعنی ذی حج کی ساتویں تاریخ ھفتے کے دن بلائے ناگہانی آفت آسمانی سے نجات پا کے اپنی فرودگاہ قدیم میں آئے - گلہائے بہجت و شادمانی جیب و دامان طبیعت میں لائے - (ورق ٧٧ ب) اس دن کو شب معراج عیش و نشاط کہنا بجا ھے - اور عید عشرت و انبساط سمجھنا روا ھے - حق تعالیٰ اتنا فضل و کرم فرمائے - کہ ھمیشہ مکروھات و ترددات دنیا سے بچائے - نامۂ نامی تمہارا پانچویں شہر مذکور کا لکھا ھوا صادر ھوا - باعث تسلیٔ خاطر ھوا - مضمون اوس کا اس قدر میٹھا تھا کہ مزۂ قند جس کے روبرو سیٹھا تھا - بین السطور کی نہ بات پوچھو کہ کہکشاں اوس کی کنیز ھے - اور روانی عبارت کی کوثر و تسنیم عزیز ھے - جناب باری وہ ساعت وصل بھی لائے تم کو ھم سے ھم کو تم سے ملائے - زیادہ بھرحال خیریت ھے - مطلوب تمہاری عافیت ھے - راقم سراسر اشتیاق سلطان عالم مشتاق ١٤ ذی حج سنہ ١٢٧٥ ھجری بقلم میر آغا -

محبت نامۂ بستم

خوش عمل نواب اکلیل محل صاحبہ زاد حسنہا - (ورق ٧٨ ب) صحیفۂ محبت طراز ، مودت انجام ، فرحت آغاز ، تمہارا تکمہ گریبان

وصول ہوا ۔ بہت خوش اختر ملول ہوا ۔ مطلب کھلا ۔ غنچۂ دل
کھلا ۔ ہم داستان اشتیاق کو کیا لکھیں ۔ یہ کہو فراق میں کب تک
دکھیں ۔ سچ کہنا تمہارا کیا حال ہے ہماری مفارقت کا کچھ بھی
ملال ہے ۔ دیکھو جھوٹ نہ کہنا ۔ جادۂ الفت میں ثابت قدم رہنا ۔
مزاج کا حال کیا بتاؤں ۔ (ورق ۹۷ الف) کس طرح میں اپنا دل داغدار
دکھاؤں ۔ خدا کی قسم بہت بیتاب ہوں ۔ خدا تمہارا وصل نصیب
کرے ۔ زمانۂ فرحت قریب کرے ۔ اور خطوط کے بھیجنے میں تساہل
نہ کرنا ۔ دیکھو ہماری فرمائش میں تغافل نہ کرنا ۔ آنے کے باب میں
پیشتر بھی تم کو لکھ چکا ہوں ۔ اختیار ہے ۔ ہماری طرف سے نہ اجبار
ہے نہ اصرار ہے ۔ زیادہ زیادہ ۔ بقلم میر محمد صفدر علی ۔ مرقوم
ہفتم شہر صفر سنہ ۱۲۷۶ ہجری ۔